عشق اور جنوں

از قلم حیا احمد

مکمل ناول

Novel Bank

ناول بینک ویب پر شائع ہونے والے تمام ناولز کے جملہ وحقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

اگر آپ اپنی تحریر ناول بینک ویب پر پبلش کروانا چاہتے ہیں تو ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔ آپکی تحریر ویب پر پبلش کر دی جائے گی۔

ناول بینک انتظامیہ

"میں کہاں ہوں۔۔۔کوئی ہے مجھے یہاں کیوں لائے ہو"

دو گھنٹوں سے لگاتار اس کی یہی آہ و بکا چل رہی تھی پر کوئی جواب نہیں دے رہا تھا

اسے یہ تو معلوم تھا کہ یہاں کوئی ہے کیونکہ اسے کمرے میں باہر سے آوازیں آرہی تھیں۔۔۔

آج صبح اسے اپنی دوست کے گھر کچھ کام تھا اس کے پاپا نے کہا بھی تھا کہ وہ اسے چھوڑ آتے ہیں پر وہ ضد کر کر کے اکیلی نکل پڑی تھی کہ سامنے ہی تو کچھ مسافت پر دوست کا گھر ہے اکیلی چلے جائے گی۔

پر ابھی وہ گھر سے دو قدم ہی نکلی تھی اسے زبردستی بیہوش کر کے گاڑی میں ڈالا گیا یہ کچھ لمحوں کا کھیل تھا جیسے اسی کا انتظار ہو

تب سے اب تک وہ ہوش سے بیگانہ تھی۔دو گھنٹے قبل اس کی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو ایک چھوٹے سے کمرے میں پایا۔تب سے وہ پریشان تھی کہ یہ کون ہیں اور اسے یہاں لا کر بھول گئے ہیں۔

وہ ہزار بار دروازہ بجا چکی تھی پر جواب ندارد۔

تھوڑی دیر بعد اسے لگا جیسے کوئی دروازے کے پاس بات کر رہا ہو۔اسی لمحے

دروازہ کھلا اور ایک دراز قامت آدمی اندر آیا اور اسے لے کر جانے لگا۔ وہ جھٹپٹا کر دور ہوئی

"اور بولی " مجھے کہاں لے کر جارھے ہو میں کیا کیا ہے میں تو تم لوگوں کو جانتی بھی نہیں۔۔۔

میم پلیز آپ چلیے ورنہ سائیں ہمیں چھوڑیں گے نہیں۔ وہ نظریں جھکا کر بولا ورنہ اتنی ہمت نہ

تھی کہ اپنے سائیں کی عزت پر آنکھ اٹھا کر بھی دیکھتا۔

اس کی بات سن کر وہ ملازم کے ساتھ چل دی کہ چلو ایسے تو یہاں سے نکلنا ممکن ہے۔۔ دیکھا

جائے کہ کون اسے یہاں پر لایا ہے۔

اس ملازم کے ہمراہ وہ ایک کمرے کے سامنے آ کر رکی اور سوالیہ نظروں سے ملازم کی طرف

دیکھا

اس پر ملازم نے بولا سائیں اندر ہیں ہمیں کہا گیا ہے کہ آپ کو اکیلا اندر بھیجا جائے۔

ملازم اسے چھوڑ کر جا چکا تھا بس اسے اتنا ہی حکم دیا گیا تھا۔

وہ ابھی اسی شش و پنج میں مبتلا تھی کہ اندر جائے یا نہ کیونکہ کسی نامحرم کے پاس جاتے ہوئے

اسے خوف آ رہا تھا

ابھی شاید وہ اور اس بات پر سوچ بچار کرتی ایک دم دروازے کے کھلنے کی آواز کے ساتھ وہ چونک گئی ایک دم ایک مظبوط ہاتھ میں اس کا بازو تھا اور اسے اس نے اندر کمرے کی جانب کھینچ لیا۔

اس کا دل ڈر کے مارے ہاتھ میں آگیا تھا۔ساتھ ہی دروازہ بند کر کے اسے اپنی باہوں میں جکڑے کھڑا تھا۔

پلیز مجھے چھوڑیں۔۔۔۔

علینہ نے اس کی مظبوط گرفت سے نکلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

پر مخالف سمت کوئی فرق نہ پڑا وہ ویسے ہی اپنی نظروں کی پیاس مٹارہا تھا

"آخر کار اس نے روتے ہوئے کہا" پلیز لیو می آپ مجھے اس طرح ہاتھ نہیں لگا سکتے۔۔۔۔

میری جان تمہیں میرے علاوہ کوئی ہاتھ لگا بھی نہیں سکتا۔

شاہزیب خان اس کے کان کے پاس سرگوشی میں بولا علینہ اپنے چہرے پر اس کی گرم اور شراب کی بو سے بھری سانسیں محسوس کر رہی تھی۔اسے لگا جیسے کسی آگ کی بھٹی نے اسے چھو لیا ہو ایک نہ محرم کا لمس اس کے لیے سوہانِ روح تھا۔

وہ بھیگی آنکھوں کے ساتھ اس سے دور جانے کی کوشش کر رہی تھی۔ اور شاید آج پاپا کی بات نہ مان کر اسے خود پہ غصہ آرہا تھا نہ وہ اپنی ضد کرتی اور نہ اس آگ کی بھٹی میں جھونک دی جاتی۔

اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اس کے ساتھ ہو کیا رہا تھا وہ اس اجنبی کا نام کیا شکل نہیں پہچانتی تھی اور یہ اس پر اپنے حق جتانے کی بات کر رہا تھا۔

آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے میں آپ کو نہیں جانتی پلیز مجھے میرے گھر چھوڑ آئیں۔ "علینہ" نے

آس بھری نظروں سے اس وجیہہ انسان کی طرف دیکھا۔

اس کی بات سن کر شاہزیب کے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ آئی تھی اسے ایک جانب زمین پر پھینکتے ہوئے پھنکارا تھا

اپنے بھائی کے خون بہا کے طور پر ونی کی ہوئی لڑکی کو کوئی بھی آنکھیں بند کر کے پہچان "لے۔"

اس کی بات سن کر اور گرنے کی وجہ سے ایک دم اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا آیا تھا اور حواس کھونے سے پہلے آخری سوچ یہ تھی کہ جس چیز سے اس کے باپ نے اسے چھپا کر رکھا تھا وہ سچ آج اس کے سامنے ناگ بن کر اسے ڈس رہا تھا۔۔۔۔

اسے اپنی آنکھوں پر وزن محسوس ہو رہا تھا آہستہ آہستہ اس نے اپنی آنکھیں کھولیں تو انجان جگہ کو پا کر کئی لمحے چھت کو گھورتی رہی جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہی ہو۔

ایک دم اسے اپنے اوپر بیتنے والی قیامت کا احساس ہوا اس کے عصاب یہ سب سوچتے ہوئے جواب دینے لگ گئے تھے کہ وہ اتنے گھنٹوں سے یہاں بند ہے اس کے باپ کی لاکھ کوششوں کے بعد بھی وہ ان ظالموں کے ہاتھ چڑھ گئی تھی۔اس کے باپ نے اسے کہاں کہاں نہ چھپایا تھا پھر بھی بد قسمتی سے ان کی قید میں آگئی تھی۔اسے یہ سوچ کے رونا آرہا تھا کہ اس کے باپ کو اب پتا نہیں کیا کیا نہ سننے کو ملے گا۔سب سے بھر کر اسے اپنی عزت کی پرواہ تھی۔

ہشمت خان اپنے گاؤں کے سردار تھے۔ان کی گاؤں میں بہت عزت تھی لوگ اپنی بات سے زیادہ ان کی بات کو ترجیح دیتے تھے۔ان کے دو بیٹے تھے ایک بیٹا حسن خان اور دوسرا احسنات خان

حسن خان کی شادی ان کی پھپھو کی بیٹی صالحہ خانم کے ساتھ ہوئی تھی جو ان کے والد کی پسند سے ہوئی تھی جبکہ حسنات خان کی شادی ان کی پسند سے ہوئی تھی ان کی زوجہ مریم نہایت نرم دل عورت تھیں وہ ہمیشہ صالحہ خاتون کے سامنے خاموش ہو جاتی تھیں۔ حسن خان بڑے تھے اور ان کی دو اولادیں تھیں ایک بیٹی حرم اور ایک بیٹا مزمل خان۔

جبکہ حسین خان کے دو بیٹے تھے ایک شاہزیب خان اور دوسرا جہانزیب خان۔۔۔۔

مزمل خان نہایت عیاش پرست ثابت ہوا تھا گاؤں میں روزانہ کسی نہ کسی بہن بیٹی کے ساتھ بدتمیزی اس کا شیوہ تھا۔

ایک دن اس گاؤں کے ایک کسان کی بیٹی علینہ جو اس وقت میٹرک میں تھی گھر کی طرف گامزن تھی دھوپ کی تمازت سے گوری رنگت لال ہوئی پڑی تھی۔وہ کئی دنوں سے مزمل خان کی گھٹیا حرکتوں سے پریشان تھی۔ آج اسے نہ پا کر سکون سے گھر جا رہی تھی کہ اسے اپنا سکون غارت ہوتا ہوا محسوس ہوا جب سامنے سے مزمل خان کو اپنی طرف آتے دیکھا وہ اپنے دھیان میں جا رہی تھی اس لیے اسے مزمل خان کی گاڑی قریب سے گزرتے دیکھ کر بھی دھیان نہ دیا۔ پر اسے سامنے دیکھ کر اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا

اسے سامنے مزمل خان کی آنکھوں میں حوس نظر آئی تھی۔ گلی بھی سنسان تھی کہ کسی کو مدد کے لیے بولا لیتی۔

مزمل نے اس کی طرف کمینی سی مسکراہٹ لیے آگے بڑھا۔

علینہ کو اس کی موجودگی کسی انہونی کا احساس دلا رہی تھی۔

اس نے جلدی سے بھاگ کر گزرنے کی کوشش کی پر اگلے لمحے اس کا بازو مزمل کے ہاتھ میں تھا اسے اس وقت صرف اپنی جان اٹکتی ہوئی محسوس ہوئی جسم میں جیسے کسی نے کوئلے رکھ دیا ہوں ایک دم اس کا دوسرا ہاتھ میں آیا اور مزمل کے چہرے پر نشان چھوڑ گیا۔

۔مزمل کی زبان سے ایک گندی اور غلیظ گالی نکلی تھی۔۔۔۔

سالی تو خود کو سمجھتی کیا ہے آج تیری اکڑ نکال کر رہوں گا تیری اوقات میں دکھاؤ گا تو نے "

"مجھے مزمل خان کو تھپڑ مارا۔ تیری اتنی ہمت۔۔۔۔۔

وہ گالیاں بکتا اسے کھینچ رہا تھا

طاقت کے نشے میں میں چور اسے کسی کی عزت کا احساس نہ تھا۔

" پلیز جانے دو مجھے کوئی حیا کرو میں تمہارے گاؤں کی عزت ہوں۔"

وہ اسے گاڑی میں ڈال رہا تھا کے پیچھے سے کسی نے اس کے سر پر زور دار وار کیا

ایک دم اس کے ہاتھ سے علینہ کا بازو چھوٹا تھا۔

اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا کہ علینہ کا باپ اس کو غضب کی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

اس نے اپنا بچاؤ کرنا چاہا پر ایک باپ کو اپنی بیٹی کی عزت کے لیے جان دینے اور لینے میں کوئی عار محسوس نہیں ہوتا کہ آگے کون ہے چاہے وہ ملک کا وزیر ہی کیوں نہ ہو اور اس وقت بھی اجمل کو اپنی بیٹی کی عزت سے بھر کر کچھ نہ تھا کہ سامنے مزمل خان ہے

اس کے دوسرے وار سے اس کا سر بری طرح پھٹ چکا تھا۔

کچھ لمحے تک اس کا جسم بے جان ہو

گیا تھا۔کچھ دیر تو وہ لوگ شاک میں رہے کہ یہ ہو کیا گیا۔

اجمل نے جلدی سے آگے بھر کر اس کی نبز چیک کی جو بند تھیں۔

اجمل نے غضب میں کچھ زیادہ ذور سے اس کے سر پر پتھر مارا تھا کہ وہ موقع پر ہلاک ہو گیا۔

علینہ توسن جسم کے ساتھ زمین پہ بیٹھی کبھی باپ کو دیکھے تو کبھی مزمل کی لاش کو

اجمل کو ایک دم حالات کا اندازہ ہوا۔کہ یہ اس سے کیا ہو گیا سہی بولتے ہیں کہ ہوش سے کام لینا چاہیے۔

اب اجمل کو خود کی نہیں اپنی بیٹی کی پرواہ تھی۔ جس کی عزت کے لیے اس نے اتنا بڑا اقدم اٹھایا تھا۔

ابھی وہ کچھ کرتا کہ کسی نے انھیں دیکھ کر شور مچادیا۔

کہ اجمل نے اس گاؤں کے سردار کے پوتے کا قتل کر دیا ہے۔۔۔

اگی صبح پنچایت میں سب کے سامنے ان کو سامنے بولایا گیا۔۔ شاید رب کو بھی ان کی بے گناہی پر رحم آگیا تھا۔ اس لیے آخر میں خون کے بدلے خون یا پھرونی مانگی گئی۔۔

وہ ابھی سوچوں میں گم تھی کہ کمرے میں کسی کے آنے کی آہٹ سنی۔ پر ایک کمزوری اور دوسرا رورو کر اس کے جسم سے جان نکل گئی تھی۔

اب اسے اس چیز سے فرق نہیں پڑتا تھا کہ اب کیا ہو گا شاید اس نے اپنی قسمت سمجھ کر قبول کر لیا تھا۔

"کیا ساری زندگی ایسے ہی گزارنی ہے۔"

شاہزیب نے نہایت طنزیہ انداز میں بولا۔

اس کی بات سن کر علینہ کو اپنا آپ بے جان ہوتا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے اپنی سرخ آنکھیں اٹھا کر شاہزیب کو دیکھا۔ اس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ واپس جانے کی بات یا اپنی بے گناہی ثابت کرتی۔

اس نے واپس منہ اپنے گھٹنوں میں چھپا لیا۔ اور صرف اپنے باپ کی خیریت کی دعا مانگنے لگی کہ کہیں انہیں نہ یہ لوگ تکلیف پہنچا دیں۔

اسکا کوئی ردعمل نہ پا کر شاہزیب کا دماغ گھوما تھا۔ اسے کیا لگا تھا وہ اس کی محبت میں گرفتار ہے جو اس کے پیچھے پیچھے آ رہا

اے سنو لڑکی! کسی وہموں گمان میں نہ رہنا کہ تمہاری محبت میں گھائل ہو کر آیا ہوں۔ تم کھانا" کیوں نہیں کھا رہی ابھی تو میری جان بہت سے مراحل سے گزرنا ہے تمہیں ابھی تو تمہیں میرے بھائی کے قتل کا حساب دینا ہے سوچا رہا ہوں اگر تم ایسے ہی نہ کھاؤ گی تو مجبوراً مجھے "تمہارے باپ سے بدلہ لینا پڑے گا۔۔۔۔۔۔۔

اس کی بات سن کر علینہ کا سر ایک دم اٹھا تھا۔ وہ اسے بے یقینی سے دیکھ رہی تھی۔ جس باپ کو بچانے کے لیے خود کو اس دوزخ میں دھکیلا تھا اسے اب کیسے مصیبت میں ڈال سکتی تھی۔

تمہیں یقین کیوں نہیں آتا کہ اس میں ہمارا کوئی"

قصور نہیں ہے اگر اس جگہ تم ہوتے تو یقیناً تم بھی اس سے برا کرتے۔ اگر اپنے بھائی کا بدلہ لینا

"ہے تو مجھ سے لو اس میں میرے باپ کا کوئی قصور نہیں۔۔۔

علینہ کی بات سن کر اس نے اس کے جبڑے کو اپنے ہاتھ میں لے کر قریب کیا اور ڈھار کر بولا

مانا میرے بھائی کی غلطی پر اسے اپنی اداؤں سے لبھایا بھی تو تم نے تھا ایک مرد کو لبھا کر اسے "

ور غلا کر تمہارا کوئی قصور نہیں واہ واہ کیا معصومیت ہے۔ اسی لیے تم سے بدلہ لینا ہے میری جان

"تمہارے باپ کی جگہ میں ہوتا اس سے برا حال کرتا جان میری۔۔۔

اسے شاید اپنی بیٹی کی بات کرنا پسند نہ آئی تھی

باپ بنا نہیں تھا پھر بھی بیٹی کی بات اس کے اندر کے خان کو جگا گئی تھی۔

دوسری بات جان میری آئندہ اس زبان سے تم نکلا کو اس کو کاٹ کے ہاتھ میں دے دوں گا۔"

"تمہیں صرف میری بات مان کر چلنا پڑے گا۔۔

وہ اس کی سرخ انگارا ہونٹوں پہ انگلی پھیرتے بولا۔

اس کا دل اس کی قیامت خیز خوبصورتی دیکھ کر ڈگمگا رہا تھا۔ اس کا بھائی اس پر صحیح فدا تھا۔

شاہزیب کے دل کو نجانے کیوں سکون مل رہا تھا کہ اب یہ اس کے پاس ہے۔ لیکن وہ اپنی

کمزوری اس پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے اسے جھٹکے سے خود سے دور کیا اور بولا

یہ کھانا دیکھنے کے لیے نہیں رکھا کھاؤ اسے میں تمہارے نکھرے اٹھانے نہیں آیا۔۔۔

اس کی بات سن کر علینہ نے کھانے کی طرف دیکھا جو ملازم رکھ کے گیا تھا۔اور وہ اس وقت اپنی بربادی کا سوگ منا رہی تھی۔

اس نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا کیونکہ جانتی تھی کہ اب زندگی آسان نہیں رہی۔اسے برداشت کرنے کے لیے کھانا لازمی چاہیے تھا۔اب تو اس کی خود ہمت جواب دینے لگی تھی۔

شاہزیب اسے کھانے کی طرف متوجہ دیکھ کر جانے لگا وہ آیا ہی اس لیے تھا وہ کل شام سے بھوکی تھی۔

وہ جاتے جاتے مڑا اور بولا

"تیار رہنا اب کل ہم حویلی جائیں گے۔"

علینہ نے سوچا یہ اسے اس طرح تیار ہونے کا بول رہا ہے جیسے اسے مہارانی بنا کر لایا ہو۔

اس سوچ کے آتے ہی اس کا منہ کڑوا ہو گیا تھا۔

اس کا باپ ونی کے لیے نہیں مان رہا تھا کہ ایک مصیبت سے بچا کر دوسری میں ڈال دینا کہاں کا انصاف تھا پر علینہ کے زور پر وہ بے دلی سے مان گیا وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کے باپ کو اب نئی مصیبت کا سامنا کرنا پڑے۔

اس کا نکاح شاہزیب سے ہونا طے پایا تھا۔

پر اس کے باپ کے ذہن میں کچھ اور ہی چل رہا تھا وہ نس موقع کی تلاش میں تھا کہ کب ملے اور وہ اپنی بیٹی کو ان سے بچا لے۔

ونی کرنے کا مطلب اسے اچھے سے معلوم تھا۔ کہ اس کے کیے کی سزا اس کی بیٹی کو ساری عمر چکانی پڑتی۔

اس کو سوچتے سوچتے نکاح کا وقت بھی آ گیا۔

پر اجمل نے بہت کچھ سوچ رکھا تھا اب بس اس پر عمل تھا۔

نکاح کے بعد ایک دن کا وقت دیا تھا رخصتی کے لیے۔

آپ یہ کیا بول رہے ہیں پلیز ایسا مت کریں وہ لوگ بہت طاقتور ہیں ہمیں لمحوں میں ڈھونڈ لے گئیں

علینہ نے اپنے باپ کو سمجھاتے ہوئے کہا

"بابا آپ رہنے دیں جو میرے نصیب میں تھا آپ اپنے آپ کو تکلیف میں نہ ڈالو۔"

اس کی بات سن کر اجمل نے اسے جھاڑ پلادی کہ میں اپنی بیٹی کی زندگی اس طرح برباد ہوتے نہیں دیکھ سکتا مجھ سے جتنا ہو رہا میں کر رہا ہوں

اپنے باپ کی بات سن کر وہ بھی نیم رضامند ہو گئی تھی۔

کہ کون پاگل اپنی زندگی خراب کرتا ہے اس کو قدرت موقع دے رہی ہے تو اسے بچالینا چاہیے خود کو۔۔۔۔

اگلے دن پورے گاؤں میں یہ بات پھیل چکی تھی کہ اجمل اپنی بیٹی کو لے کر فرار ہو چکا ہے۔

سرداروں کے گھر غصہ کی ایک لہر اٹھی تھی کہ وہ جو سوچ رہے تھے اس سے الٹ ہو گیا۔

شاہزیب خان کے اندر بدلے کی آگ اور بھڑک گئی تھی۔اب پتا نہیں یہ آگ اس کو جلا کر راخ کرتی یا

علینہ کو۔۔۔۔۔۔۔

علینہ کا باپ اسے کسی دوسرے شہر لے آیا تھا۔شاید اس نے سوچا تھا یہاں پر اسے کوئی پہچان نہیں سکتا اور وہ اس میں کچھ سال کامیاب بھی رہا تھا۔

لیکن قسمت کا لکھا کون ٹال سکتا ہے۔

ایک دن علینہ اپنے باپ کے ساتھ کتابیں لینے گئی تھی کی وہاں ان کے گاؤں کے آدمی نے دیکھ کر مکبری کر دی کہ اجمل اور اس کی بیٹی یہاں چھپے بیٹھے ہیں۔

اجمل اور علینہ بہت احتیاط کرتے تھے پر ایک معمولی سی غلطی نے ان کا پردافاش کر دیا۔

شاہزیب خان تو ویسے بھی ان کو جگہ جگہ تلاش کر رہا تھا

جب تک وہ اسے مل نہ جاتے اس نے ویسے ہی انگاروں پہ ڈھکنا تھا۔

وہ بس موقع کی تلاش میں تھا کہ جیسے اجمل ملے اس سے اپنے بھائی کی موت کا بدلہ لے اس نے علینہ کو اغواء بھی اس لیے کیا تھا کہ اسے بھی کسی اپنے کے بچھڑنے کا احساس ہو

پر علینہ کو دیکھتے ہی اس کا دل کوئی اور زبان بول رہا تھا اور وہ اپنے مقصد سے بھٹک رہا تھا اس نے سوچا تھا علینہ سے اپنا حق وصول کر کے اپنے نام کی مہر لگا کر ساری عمر اپنے نام کے ساتھ جوری رکھے گا۔

پر علینہ کو دیکھتے ہی اس کا دل اسے روک رہا تھا

اسے علینہ کے اوپر ظلم کرنے سے روک رہا تھا۔

اس لیے اس نے سوچا تھا علینہ کو حویلی چھوڑ کر کچھ دن خود کو سمجھائے گا اسے اپنے بھائی کی موت کا بدلہ لینا ہے

نسلی پٹھان تھا سگا بھائی ہو یا کزن دشمنی یہ اپنی ہی سمجھتے ہیں اور ویسے بھی اسے اپنے تایازاد سے محبت تھی جیسا بھی تھا ان سے محبت کرتا تھا وہ۔

اب حویلی والے ہی سوچے گے اس لڑکی کا کیا کرنا ہے

وہ ہاتھوں میں سر دیے بس یہی سوچ رہا تھا۔

دوسری طرف علینہ اپنے رب سے ہمت مانگ رہی تھی کیونکہ اسے ابھی اپنی پاک دامنی ثابت کرنے کے لیے ہمت درکار تھی۔۔۔۔۔۔

اگی صبح اس نے حویلی جانا تھا۔ پر اس کو کپڑے پہنے تین دن ہونے والے تھے وہ ابھی اسی خیال میں تھی کہ ملازمہ اس کے کپڑے لے کر آئی

!بیگم صاحبہ

یہ سائیں نے آپ کے لیئے بھیجا ہے ان کا حکم ہے آپ پہن کر تیار ہو جائیں کچھ دیر بعد حویلی نکلنا ہے۔۔

اس نے شکر ادا کیا کہ چلو ایسے اسے اس جاہل کے منہ نہیں لگنا پڑے گا۔

وہ کپڑے لے کر نہانے چلی گئ تھی۔

وہ نہا کر نکلی تو اسے اپنے عصاب کچھ پر سکون ملے

وہ بے دھیانی میں اپنے بال سلجھا رہی تھی کہ اپنی کمر پر کسی کی انگلیاں محسوس ہوئی۔

اس کا جسم لمحے میں لرز اٹھا ابھی اس کی چیخ نکلتی کہ مخالف نے اس کا چہرہ اپنی طرف کر کے اس کے ہونٹوں کی جانب بڑھ چکا تھا۔

اس کی چیخ اس کے منہ میں ہی دب گئ تھی

علینہ شاہزیب کی بانہوں میں جکڑی اس کا شدت بھرا لمس برداشت کر رہی تھی ابھی وہ اور بھکتا کہ اس نے اسے پیچھے دھکیل دیا اور بولا

میری جان اس میں اتنا ڈرنے کی کیا بات ہے اپنے شوہر کی ہی باہوں میں تھی اور اب ہر رات" آنا بھی میری ہی باہوں میں ہے۔۔۔۔۔۔۔یا اا شاید میرے خیال میں تم میرے علاوہ کسی اور کا سوچ رہی ہو گی۔۔۔

سوری جان اب تمہیں صرف میں ہی ملوں گا ہر جگہ بہت بھاگ لیا تم نے اور تمہارے باپ نے۔۔۔۔۔۔"

وہ طنزیہ طور پر کہتا اسے چھوڑ کے باہر چلا گیا

پیچھے کسی کو اپنے لفظوں کے گھاٹ اتار کر۔۔۔۔۔۔

علینہ کا باپ در در بھٹک رہا تھا اپنی بیٹی کے لئے اسے یقین تھا کہ اس کی بیٹی کے غائب ہونے میں سرداروں کا ہاتھ تھا۔

ورنہ اس کی یہاں کسی سے بھی دشمنی نہ تھی

اور کوئی یہاں پہچانتا بھی نہیں تھا۔

وہ بے بس ہو گیا تھا۔ گاؤں والے اس کی مدد نہیں کرے گئیں کیونکہ اس نے وہاں سے بھاگ کر سارا شک خود پر ڈال لیا تھا۔ اور وہ اگر مدد کے لیے بھیک بھی مانگتا تو کیا کہتا اس نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی بیٹی کو ونی کے طور پر اس قید میں ڈالا تھا۔

اس کا آخری سہارا صرف اللہ ہی تھا کیونکہ اللہ ہی اس کی بیٹی کو ان ظالموں سے بچا سکتا تھا۔ وہ صرف اپنے ربّ العزت کے سامنے اپنے ناکردہ گناہ کی معافی مانگ سکتا تھا

علینہ تیار ہو کر نیچے آ کہ اب شاہزیب کا انتظار کر رہی تھی جو اسے تب سے نظر نہ آیا تھا اس کی انتظار میں بیٹھے بیٹھے اب اونگھ آنا شروع ہو گئی تھی۔

وہ صوفہ کے ساتھ کمر ٹکائے کب نیند کی وادیوں میں کھوئی کہ اسے کوئی ہوش نہ رہا وہ شروع سے نیند کی شیدائیوں میں سے ایک تھی۔

ابھی بھی اونگھ سے کب وہ گہری نیند میں گئی اسے معلوم نہ رہا۔

اس کی ماں اس کی پیدائش کے وقت ہی وفات پا گئی تھی۔اس کے باپ نے اسے ماں بن کر پالا تھا۔اور جب سے وہ بھاگ کر آئے تھے اس نے ایک دن پر سکون ہو کر نہ دیکھا تھا وہ خواب میں ڈر کر اٹھ جاتی تھی کہ جیسے وہ سردار کے قبضے میں ہو۔

پر نصیب کی ستم ظریفی تھی کہ آج وہ اس کی قید میں تھی۔

وہ جلدی جلدی آیا تھا اسے حویلی نکلنا تھا پر ضروری میٹنگ کی وجہ سے اسے دیر ہو گئی تھی۔

وہ اپنے گاؤں کا سردار بنا تھا کچھ عرصہ قبل اس کے دادا ہشمت خان انتقال کر چکے تھے اگر اسے انکا دکھ نہ ہوتا تو شاید وہ کب کا علینہ کو ڈھونڈ لیتا۔

وہ سردار بنایا گیا کیونکہ بڑے بیٹے کو سرداری نصیب ہوتی ہے پر وہ اس کے ساتھ ساتھ اپنے بزنس کو آگے بڑھانے میں لگا ہوا تھا۔۔۔۔۔

ابھی وہ اندر آیا تھا کہ اس کی نظر اپنے سامنے سوئی ہوئی علینہ پر پڑی تھی۔

وہ ڈوبتے سے بے نیاز نیند کی وادیوں میں کھوئی ہوئی تھی۔ سر ایک جانب ڈھلکا ہوا تھا۔

ٹائیٹ قمیض میں وہ اپنی بھکانے والے روپ میں لیتی تھی۔ شاہزیب کو اس کا سائز نہیں معلوم تھا وہ سمجھا تھا کہ بچی ہو گی پر اسے سامنے دیکھ کر معلوم ہوا تھا کہ وہ اپنے اندر کون کون سی حشر سامانیوں کو لے کر بیٹھی تھی۔

وہ اس کے قریب گیا کئی لمحے وہ اس کے حسین چہرے کا طواف کرتا رہا۔

اس کی پیاسی نظریں اس کے سرخ انگارا ہونٹوں پر تھیں۔ جیسے اسے یہ امرت نصیب ہو اور وہ اس سے ساری عمر اپنی پیاس بجھاتا رہے۔۔۔

شاہزیب سے اور ضبط نہ ہوئے اپنے جذبات ایک جزبات کا سمندر تھا جو اسے چلے جا رہا تھا۔

وہ اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا اور اسے چھو کر اپنے ہونٹوں سے محسوس کرنے لگا۔

وہ پیچھے ہوا اور اس کے چہرے پر کوئی رد عمل دیکھنا چاہا پر شاید علینہ مردوں سے شرط لگا کے سوئی تھی

اس کی بے ہوشی جیسی نیند دیکھ کر شاہزیب کے چہرے پر ایک تبسم پھیلا تھا۔

وہ ایک بار اس کے اوپر جھک گیا تھا اور اس بار کے عمل میں شدت تھی وہ کئی لمحے اپنی پیاس بجھاتا رہا تھا۔

علینہ کے اٹھنے کی پرواہ کیے بغیر وہ اس کے چہرے کو دیوانہ وار اپنے لمس سے مہکا رہا تھا اس نے ہونٹوں سے اس کی گردن کی مسافت طے کی تھی۔

ابھی وہ اس کے جھکتا علینہ کی پلکیں لرز گئی تھیں جیسے وہ اس کی نیند میں موجودگی محسوس کر رہی ہو

شاہزیب اس کو اٹھتا دیکھ ایک دم دور ہوا تھا وہ اپنی ہار اتنی جلدی تسلیم نہیں کر پا رہا تھا۔

علینہ کی جیسے آنکھ کھلی اس نے اپنے سامنے شاہزیب کو لاتعلق پایا۔

اس نے سوالیہ نظروں سے شاہزیب کو دیکھا۔

"جلدی سے باہر آجاؤ۔ ہمیں حویلی نکلنا ہے۔۔۔"

شاہزیب یہ بول کر چل دیا

وہ اپنی بے اختیاری پر غصہ تھا کہ اگر علینہ اسے دیکھ لیتی تو کیا سوچتی کہ ایک طرف وہ اس سے بدلہ لینے کی کہتا ہے اور دوسری طرف اس کے حسن کے آگے نے نس ہو گیا ہے۔

"نہیں میں ایسا نہیں کر سکتا اس جیسی عورتوں کی یہی ادائیں ہوتی ہیں جیسے لالا کو قابو کیا ایسے مجھے بھی کرنا چاہتی ہے پر میں یہ ہونے نہیں دوں گا مجھے صرف اس کی خوبصورتی متاثر کر رہی ۔۔۔۔۔۔ویسے بھی میرا اس پر حق ہے میں جب چاہے جو کروں وہ صرف میرے انتقام کے لیے ہے۔۔۔۔۔"

شاہزیب نے خود سے عہد کیا تھا اور اسے اس عہد کو نبھانا تھا۔

شاہزیب نے فیصلہ کیا تھا وہ صرف اس کی قربت چاہتا ہے اور کوئی بات نہیں۔ویسے بھی وہ اس کی ضرورت پوری کرنے کی پابند ہے۔۔۔۔

ایک مرد شاید صرف اپنے حقوق جانتا ہے اسے یہ نہیں معلوم کہ بیوی کے بھی حقوق ہیں جو اس پر بھی فرض ہیں۔۔۔۔۔

پر شاہزیب بھی انھیں مردوں میں سے تھا جو صرف اپنے حقوق جانتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

علینہ خود کو ڈوبتے میں اچھے سے چھپا کر باہر نکلی تھی جہاں شاہزیب گاڑی میں بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔

جب وہ اندر آ کر بیٹھی تو آ کے کے بارے میں سوچ کر اس کا روم روم پسینے میں شرابور ہو گیا تھا۔

اوپر سے شاہزیب کے تاثرات اس طرح کے تھے کہ بس وہ اسے کہیں غائب کر دے۔۔۔۔

شاہزیب نے اپنے ڈرائیور کو گاڑی چلانے کا حکم دیا تھا۔۔

پیچھے اس کی حفاظت کے لیے گارڈز کی گاڑی تھی جو وہ ساتھ لیے رکھتا تھا جب سے وہ سردار بنا تھا۔

وہ بھی اپنے باپ کی لاکھ کوششوں کے بعد۔

سارا رستہ علینہ سوچتی آئی تھی کہ اس کے ساتھ حویلی میں کیسا رویہ رکھا جاتا ہے۔

سارے رستے شاہزیب اس سے لاتعلقی پیش کرتا آیا تھا۔

وہ بھی اس کی خاموشی کو غنیمت سمجھتی آگے کا لائحہ عمل سوچ رہی تھی کہ اس طرح ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر وہ ظلم نہیں برداشت کر سکتی۔۔۔

وہ انھیں سوچوں میں گم تھی کہ ایک دم گاڑی رکنے پر وہ خالی نظروں سے آگے دیکھتی رہی

زرا حواس بحال ہوئے تو اسے یاد آیا وہ حویلی پہنچ گئی ہے۔۔

اس کے ڈر کا اندازہ شاہزیب اس کے چہرے سے لگا رہا تھا۔

اسے ایک لمحے اس پر ترس آیا تھا کہ اس کے ساتھ اس کی ماں نہیں تائی نے سلوک کرنا تھا آخر اس کا اکلوتا بیٹا اس کی وجہ سے قتل ہوا تھا ان کا بس چلتا وہ اسے اسی وقت مار دیتی۔

شاہزیب نے ان کی نفرت کا اندازہ اس کے حویلی میں ذکر سے لگا لیا تھا جیسے وہ زہر بھرے لہجے میں اس کا نام لیتی تھیں اتنی نفرت ان کے لہجے میں تھی اگر اب علینہ ان کے سامنے گئی تو وہ اسے مارنے سے بھی گریزاں نہ ہوتی۔

وہ علینہ کے ساتھ حویلی میں داخل ہوا تھا کہ جس کا ڈر تھا وہی ہوا

علینہ پر صالحہ خانم کی نظر پڑی تھی اور وہ ان کے قریب آئی اور ایک دم فضا میں زور دار تماچے کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔

صالحہ خاتون نے علینہ کے منہ پر ایک زور دار طمانچہ مارا تھا۔ وہ سامنے اپنے بیٹے مجرم کو دیکھ کر بے قابو ہو گئی تھیں۔

وہ بے قابو ہو کر علینہ کے اوپر جھپٹ پڑی رہی تھیں۔ شاہ زیب اس کارروائی کو لاپرواہ ہو کر دیکھ رہا تھا۔ کیسے اسے اس سے کوئی لینا دینا نہ ہو۔

پر دل کے کسی کونے میں اسے برا بھی محسوس ہو رہا

پر وہ اپنی تائی جان کو کو روک کر خود سے بد ظن نہیں کرنا چاہتا تھا۔چاہے صالحہ خاتون کے اس کی ماں کے ساتھ جیسے بھی تعلقات ہوں پر انہوں نے اسے بیٹا ہی سمجھا تھا۔

شور کی آواز سن کر سارے گھر والے مجھے نیچے حویلی کے صحن میں اکٹھے ہو گئے تھے۔گھر کی عورتیں علینہ کو نہیں پہچانتی تھی۔وہ انجانی نظروں سے علینہ کی صالحہ خانم کے ہاتھوں درگت بنتے دیکھ رہی تھی جیسے سمجھنے کی کوشش کر رہی ہو کہ یہ ہو کیا رہا ہے اور یہ کون ہے۔۔۔۔۔

شاہزیب اور برداشت نہ ہوا تو اوپر اپنے کمرے کی جانب چل پڑا۔

وہ لوگ شاہ زیب کی جانب دیکھ رہے تھے۔کہ وہ صالحہ خاتون کو روک کیوں نہیں رہا۔

جب جہانزیب نے صالحہ خانم کو رکتے نہ دیکھا دیکھا تو آگے بڑھا اور انہیں علینہ سے دور کرنے لگا کیونکہ علینہ کی حالت بہت خراب ہو چکی تھی تھپڑوں کی بوچھاڑ سے اس کا ہونٹ ایک جانب سے پھٹ چکا تھا اور گال سوج لال ہو گیا تھا۔گال پر انگلیوں کے نشان واضح طور پر نظر آ رہے تھے۔

شاید مریم خاتون کو بھی اس پر ترس آ گیا تھا اس لیے اسے لے کر ایک کمرے کی جانب چل پڑی۔شاید مریم خاتون کو بھی اندازہ ہو چکا تھا کہ یہ وہی لڑکی ہے جو ونی ان کے بیٹے کے نکاح میں ہے۔

پیچھے صالحہ خانم کی آوازیں انھیں سنائی دے رہی تھی۔وہ اسے لگاتار بد دعائیں دے رہی تھی۔بس نہیں چلتا تو وہ اس کا گلا دبا دیتیں۔۔۔۔۔۔

اوپر اپنے کمرے میں شاہ زیب سر ہاتھوں میں دیے پریشان بیٹھا تھا۔اس کے دل کو کسی پل قرار نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔۔۔

دل کر رہا تھا کہ جا کر نیچے علینہ کو اپنے گلے لگا لے اور سب سے چھپا کر کہیں دور لے جائے آئے پر وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔

چاہے جو بھی ہو وہ اس کے بھائی کے قتل کی وجہ تھی۔وہ جتنا بھی اسے ان چیزوں سے بچاتا پر صالحہ خانم اسے جینے نہیں دیتی۔

صالحہ خانم نے اسے خود بتایا تھا کہ علینہ نے اس کے کے بیٹے کو اپنے جال میں پھنسایا تھا وہ اس کے گھر رشتہ لے کے جانا چاہتا تھا پر علینہ جیسی عورتیں اپنا گھر نہیں بسایا کرتی مزمل خان نے

شادی پر زور دیا۔ تو اس نے کوئی راہ نہ دیکھتے ہوئے مزمل کو بدنام کرنا چاہا وہ اس موقع کی تلاش میں تھی کہ مزمل پر زبردستی کا الزام لگا کر اسے بدنام کر دے۔ وہ چاہتی تھی کہ گاؤں کا آدمی اسے مزمل کے ساتھ دیکھے تو وہ شور مچا دیں کہ یہ اس کے ساتھ زبردستی کر کے کہیں لے جانا چاہتا ہے۔

وہ خود بچ جاتی اور اس کی مزمل سے جان چھوٹ جاتی۔ پر قسمت میں کچھ اور ہی لکھا تھا اس کے باپ نے اسے مزمل کے ساتھ دیکھ لیا اور غصے میں میں اسے قتل کر دیا۔

بن کر ایک طرف ہو گی اور اس کے بیٹے کو غلط ثابت کر دیا۔ وہ تمہیں بھی اپنے جال میں پھنس جانا چاہتی ہے اس کا یہی کام ہے۔ امیر لڑکوں کو

اپنے جال میں پھنسانا۔

جب سے وہ اس کو ملا تھا اس نے اس کے اندر کوئی بھی غلط بات محسوس نہ کی تھی۔ اس جیسی ہوتی تو اسے اپنے حسن کے جال میں پھنسا لیتی۔ پر وہ جب بھی اس کے قریب گیا اس کے انداز میں حیا محسوس کی شاید اس کا دل اس بات کو ماننے پر راضی نہ تھا تھا اور دماغ اپنی تائی جان کی باتوں میں الجھا ہوا تھا تھا اسے سمجھ نہیں لگ رہی تھیں کہ وہ کیا کریں کدھر جائے آیئے اپنے دماغ کی سنیں یا اپنے دل کی۔۔۔۔۔۔۔

وہ اپنی تائی جان کی بات پر اندھا اعتماد کرتا تھا اس کا دماغ کہتا تھا کہ اس کی تائی اسے غلط نہیں بتا سکتیں۔

وہ شاید یہ سب کچھ سوچ کر پاگل ہو جاتا۔ اس لیے اس نے سگریٹ جلا کر اس کے دھوئیں کو اپنے اندر اتارنا شروع کر دیا۔

مریم خاتون کو اس کے اوپر ترس آ رہا تھا۔ علینہ بس روئی جا رہی تھی۔ اس کے باپ نے اس سے پھول کی چھڑی سے بھی نہیں مارا تھا اور اس کے ساتھ اس طرح کا ناروا رویہ اس بری طرح گھائل کر رہا تھا۔۔۔۔

مریم خاتون اگر بدلے کی آگ میں دیکھتے تو علینہ کو اس کے حال پر چھوڑ کر چلی جاتیں۔ پر ایسا نہ کر سکیں کیونکہ وہ مزمل خان کی عادت سے واقف تھے اور انہیں یقین تھا کہ اس کے پیچھے صرف اور صرف مزمل خان کا ہاتھ ہے۔

اس کے بیٹے کی عزت تھی چاہے جو بھی ہو اب وہ اس کے نکاح میں تھیں اور وہ عورت ہو کر دوسری عورت کے بارے میں اس طرح کے خیال نہیں رکھ سکتی۔

وہ اس سے بدلہ لینے کی سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔اس میں اپنی بیٹی نظر آرہی تھی انہیں شروع سے شوق تھا کہ ان کی بھی کوئی بیٹی ہو۔پر اللہ کو جو منظور تھا وہی ہوا۔لیکن اب ان کی خواہش پوری ہو چکی تھی اور وہ کسی بھی طرح کر کے اس سے صالحہ خانم سے بچانا چاہتی تھیں انھیں اس کے اوپر یقین تھا کہ یہ معصوم ہے۔اگر انہیں صالحہ خانم کا پتہ نہ ہوتا تو شاید وہ بھی اس کے ساتھ اس طرح کا ہی رویہ رکھتیں۔

وہ اسے اپنی گود میں لیٹا کر چپ کروا رہی تھیں جو چپ ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

اس شاہزیب سے اس متعلق بات کرنا چاہتی تھیں۔اس لیے اس کے پاس حرم کو چھوڑ کر چلی گئیں۔

زیب کس طرح کر"____

رہی ہے تم کسی عورت کے ساتھ کس طرح کا رویہ رکھ سکتے ہو سب سے بڑھ کر وہ اب تمہاری "عزت ہے تمہاری نکاح میں ہے تمہیں چاہیے کہ تم اس کی حفاظت کرو۔۔۔۔

مریم نے شازیب کو غصے سے مخاطب کیا۔

ماما جو بھی ہو پر اس میں اس کا قصور ہے۔اس کی وجہ سے میرے بھائی کا قتل ہوا میں سے کس" "طرح معاف کر سکتا ہوں

کبھی تو آنکھوں دیکھا بھی غلط ہو جاتا ہے اور تم کسی کی سنی سنائی باتوں پر یقین کر رہے ہو کیا" تمہیں واقعی یقین ہے کہ یہ لڑکی اس طرح کی ہو سکتی ہے میرے خیال میں تم نظر شناس انسان ہوں اور تم سمجھ سکتے ہو۔ایک عزت دار لڑکی کی آنکھوں میں سب سے بڑھ کر اس کی حیا ہوتی ہے ہے اور اگر وہ اس طرح کی ہوتی تو اب تک صالحہ خانم کو دوٹوک جواب دے چکی ہوتی۔۔۔۔۔۔۔"

مریم خاتون کی بات پر شاہزیب سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

جو ہونا تھا ہو گیا پھر میں نے تمہاری ایسی پرورش نہیں کی کہ تم اپنی بیوی کو چھوڑ کر آ جاؤ۔۔۔"

مریم خاتون اپنی بات کر کے کمرے سے چلی گئیں۔اور اپنے پیچھے شاہ زیب خان کو بہت کچھ سوچنے کے لیے اکیلا چھوڑ گئیں۔

حرم جو علینہ کو سلا کر کمرے سے باہر نکلی تھی۔

اپنے دھیان میں جا رہی تھی کہ ایک دم جہانزیب کے سامنے آنے پر بوکھلا گئی۔

جہانزیب اس کے کھلے ہوئے چہرے کو طنزیہ نظروں سے گھور رہا تھا۔جیسے سالم نگل جائے گا۔

"تمہیں جو کام میں نے کہا تھا وہ کیا تم نے۔۔۔۔"
جہانزیب کو شروع سے ہی بہت زہر لگتی تھی ایک تو دادا نے مرنے سے پہلے اس کے ساتھ نکاح کر دیا تھا اس لیے اس کی نفرت کا گراف بڑھ چکا تھا۔
زبردستی کے رشتوں کا قائل نہیں تھا مانا کہ اس کو کوئی لڑکی پسند نہیں تھی لیکن پھر بھی وہ اپنے لائف پارٹنر کے طور پر کچھ اور پسند رکھتا تھا۔
اور اس پسند میں حرم تو کہیں بھی نہیں آتی تھی۔
حرم نے اسے منت بھری نظروں سے دیکھا تھا۔اسی وقت اسے اپنے پیچھے مریم خاتون کی آواز سنائی دی تھی۔
وہ شکر ادا کرتے ہوئے چلی گئی۔
جبکہ جہانزیب اس کی پشت کو غصے سے گھور کر رہ گیا۔۔۔۔
ماں کی بات سن کر شاہزیب بہت پریشان ہو گیا تھا اس نے علینہ سے بات کرنے کا فیصلہ کیا تھا وہ صبح علینہ سے بات کرنا چاہتا تھا پر اسے شہر سے ضروری کام کے لیے بولا لیا گیا۔
اس نے سوچا تھا کہ وہ پہلے اپنا ضروری کام نہ ڈالے پھر جا کر وہ علینہ سے بات کرے گا۔

مریم خاتون کے پاس گیا تھا کہ ان سے مل کر جائے آئے وہ علینہ کے کمرے میں علینہ کے ساتھ سوئی ہوئی تھیں۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو سب سے پہلے اس کی نظر سوئی ہوئی علینہ پر پڑی۔ بکھرے بالوں کے ساتھ بے سدھ ہو کر سوئی ہوئی تھی۔

نیند میں بھی علینہ کے چہرے پر اذیت بھرے آثار نظر آرہے تھے۔ وہ ایک دن میں ہی مرجھایا ہوا پھول لگ رہی تھی شاہ زیب اس کے قریب گیا۔

ماتھے پر ایک محبت بھرا بوسہ لیا۔ آپ کو اس حالت میں دیکھ کر اس کا دل تڑپ اٹھا تھا۔

وہ چیز کو سمجھنے میں کافی تھا کہ اس کے ساتھ ہو کیا رہا ہے۔ وہ کیوں علینہ کی تکلیف پر سہم جاتا تھا۔

ابھی اس کی نظریں علینہ کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔ کہ واشروم سے آتیں مریم خاتون نے اسے دیکھا۔

علینہ کو مدہوش ہو کر دیکھنے پر مریم خاتون کے چہرے پر ایک مسکراہٹ آئی تھی جنہیں انہوں نے بڑی مشکل سے چھپایا تھا۔ ان کا بیٹا جتنا بھی اس چیز سے انکار کرتا اور وہ سمجھ چکی تھیں کہ وہ علینہ کو پسند کرتا ہے۔

انہوں نے کھنکار کر اسے اپنی موجودگی کے بارے میں بتایا۔

شاہزیب ایک دم سٹپٹا گیا تھا۔بے خودی کے اسے اپنی ماں کی موجودگی کا احساس نہ ہوا وہ ایک دم شرمندہ ہو گیا مریم خاتون نے اسے شرمندگی سے بچانے کے لیے محسوس کروآیا جیسے کہ دیکھا ہی نہ ہو کچھ۔

کیا ہوا بیٹا اس ٹائم خیریت ہے کیا کوئی کام تھا تو تم بعد میں کہہ دیتے اتنی صبح آنے کا کیا" "مقصد۔

اس وقت آدھی رات سے زیادہ ہو چکی تھی اور مریم خاتون اپنی تہجد کی نماز کے لیے اٹھ گئی تھا اس نے اپنے کا مقصد بتایا علینہ کا خیال رکھنے کے بارے میں بول کر ماں سے دعائیں لے کر چل دیا۔

پیچھے مریم خاتون کو یقین ہو گیا تھا کہ آگے اس لڑکی کے لئے آسانیاں آنے والی ہیں۔۔۔۔۔

علینہ صبح سے اپنے کمرے میں بند یہ سوچ کر پریشان ہو رہی تھی کہ پتا نہیں اب اس کے ساتھ کیا ہو گا جس طرح کا اس کے ساتھ رویہ رکھا گیا تھا۔اسے اپنا مستقبل خطرے میں محسوس ہو رہا تھا۔

وہ یہ سوچ کر آبدیدہ ہو گئی تھی کہ شاید اس کو ساری عمر اسی طرح کی ذلت برداشت کرنی پڑے گی

صبح سے حرم اور مریم خاتون کے علاوہ کوئی بھی اس کے کمرے میں نہ آیا تھا شاید صالحہ خانم ابھی تک اٹھی نہ تھیں۔

اگر وہ اٹھی ہوتی تو شاید اب تک وہ سکون سے بیٹھی نہ ہوتی۔ وہ ان کی مار سے بہت ڈر گئی تھی۔

اس معصوم کو کیا معلوم تھا کہ شاہ زیب اس کی حفاظت کا بول کر گیا تھا۔

وہ گھٹنوں میں سر دیے اپنے آنے والے وقت کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔۔۔۔

"حرم جاؤ اور جا کر جہانزیب کو نیند سے اٹھالاؤ مجھے اس سے ضروری بات کرنی ہے"

صالحہ خانم جہانزیب اور حرم کے درمیان کشیدگی کے بارے میں اچھے سے واقف تھی اس لئے وہ موقع کی تلاش میں رہتی کہ کب حرم کو جہانزیب کے قریب کرے اور جب بھی انہیں موقع ملتا تو وہ اس موقع کا بھرپور فائدہ اٹھاتیں۔

ابھی بھی ان کا مقصد صرف اور صرف حرم کو جہانزیب کے قریب کرنا تھا حتی کہ ان کو کوئی ایسا کام نہ تھا کہ اسے نیند سے اٹھاتی۔

وہ سن کی بات سن کر ایک دم سہم گئی تھی اور ان کو منع کرنے لگی۔

کہ صالحہ خانم کی گھوری دیکھ کر منہ بنا کے بیٹھ گئی۔

میں نے تمہیں کچھ کہا ہے کہ جا کر جہانزیب کو اٹھا کر لاؤں مجھے اس سے ضروری بات کرنی "

"ہے تمہیں سنتا نہیں ہے کیا

اس بار صالحہ خانم اپنے جلال سے بھری پور لہجے میں بولی تھیں۔

ناچار حرم اوپر جانا ہی پڑا۔

وہ جہانزیب کے کمرے کے سامنے سوچ رہی تھی کہ جائے کہ نہ جائے۔۔۔۔۔

اندر جا کر اس کھروس جہانزیب کے منہ لگنا پڑتا اور اگر نا جاتی تو نیچے اپنی ماں کی باتیں سننا پڑتیں۔

اگر اس کی ماں بولنے لگتی تو کئی کئی گھنٹے اس کو بولتی ہی رہتی تھی اور اس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ آج پھر اپنی کلاس لگوائے۔

تو وہ اپنی ماں کے ڈر سے جہانزیب کے کمرے میں جانے کے لیے راضی ہو گئی۔

ان کی ڈانٹ سے بہتر وہ جہانزیب سے کلاس لگوا سکتی تھی وہ بھی ہنسی خوشی۔۔۔۔

وہ کہیں نہ کہیں جاہنزیب سے محبت کرتی تھی شاید یہ نکاح کے دو بولوں کا اثر تھا کہ وہ اس کی ہر ڈانٹ کو سن کر در گزر کر دیا کرتی تھی۔

اسے یقین تھا کہ اللہ اس کی بھی سنے گا۔۔۔

زیب۔۔۔۔ سنے اٹھ جائیں۔۔۔ آپ کو ماں بلا رہی ہیں انہوں نے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔"

وہ کب سے جہانزیب کو آوازیں دے رہی تھی پر وہ ٹس سے مس نہ ہو رہا تھا۔

آخر کار تنگ آ کر اس نے جہانزیب کے بازو کو زور سے ہلایا اور بولی کے جہانزیب اٹھ اب کتنی دیر لگائیں گے۔

وہ ہر بار آواز دے کر دو قدم پیچھے ہو جاتی تھی جیسے اسے ڈر ہو کہ ابھی اٹھ کے وہ اس کا سر پھاڑ دے گا

یہ سب اس معصوم کی حفاظتی تدابیر تھیں۔

"جہانزیببببببببب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

اس نے اس کا زور سے کندھا ہلانے کے ساتھ ساتھ اونچی آواز میں پکارا۔

اب کی بار جہانزیب نے آنکھ کھولی تھی اور اپنے سامنے نے حرم کو پایا۔

ہم اس کو آنکھیں کھولتے دیکھ کر کچھ قدم پیچھے ہو گئی۔ اگر جہانزیب اس کو کچھ کہے بھی تو وہ بھاگ کر نیچے جا سکے۔

"وہ آپ کو نیچے۔۔۔۔۔میرا مطلب ماں بولا رہی ہیں۔"

اس نے ڈرتے ڈرتے پیچھے دروازے کو دیکھا جو وہ ڈر کے مارے بند کر آئی تھی اور اب اپنی غلطی پر پچھتا رہی تھی۔

اس نے انگلیاں چٹخاتے بولا اور اس کے جواب کا انتظار کرنے لگی۔

جہانزیب کی نظریں صرف اور صرف اس کے چہرے پر تھی جو شاید شرم کے مارے یا ڈر سے سرخ ہو رہا تھا

اس نے ایک دم اسے اپنی جانب کھینچا۔

حرم اس وار کے لئے تیار نہ تھی ایک دم کچی کلی کی طرح اس کے سینے سے آ لگی۔

جہانزیب کی نظریں اب اس کے ہونٹوں پر تھیں جو شرم کے مارے لرز رہے تھے۔

وہ مدہوش ہو کر اس کے لبوں کی جانب جھکا۔ اور انھیں اپنی گرفت میں لے لیا۔

وہ اس کے ہونٹوں کی نرمی محسوس کر کے اب اپنے جذبات شدت سے اس پر واضح جر رہا تھا۔

کئی لمحے وہ اس کے ہونٹوں پر جھکا رہا جیسے ان پر اپنے نام کی مہر لگا دیتا چاہتا ہو۔۔

جہانزیب نے اسی لمحے کروٹ لے کر حرم کو اپنے نیچے چھپا لیا تھا۔ وہ اس کے چوڑے جسم کے نیچے چھپ چکی تھی۔

اس کا شرم کے مارے برا حال تھا اس نے کہاں سہی تھی اس ظالم کی قربت۔۔

جہانزیب حرم کے چہرے کو دیوانہ وار اپنے لمس سے مہکا رہا تھا۔

حرم کی زبان کو تالا لگ گیا تھا جیسے۔۔۔

جہانزیب اب اس کے بالوں میں منہ دیے اس کی خوشبو محسوس کر رہا تھا۔۔

حرم کی ہمت اب جواب دے چکی تھی۔۔

اس نے ایک دم جہانزیب کو ڈھکا دیا جو اس کے نرم جسم کو سکون محسوس کر رہا تھا وہ ایک دم پیچھے ہوا۔

اس کے پیچھے ہونے کی دیر تھی حرم آندھی طوفان کی طرح اس کی قربت سے بھاگ گئی تھی۔۔۔

اس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ اس کی قربت کچھ لمحے اور برداشت کرتی۔

اس کے جانے کے کئی لمحے جہانزیب سن رہا تھا۔

اس کے حواس بحال ہوئے تو اسے یقین نہ آیا۔

وہ جس سے نفرت کرتا تھا اسے اپنی قربت کا احساس فراہم کر چکا تھا۔۔۔۔

اسے اس لمحے اپنے بہکنے پر شرمندگی محسوس ہوئی تھی کہ وہ اتنا بھی کیا بھک گیا کہ وہ سب بھولا گیا۔

پر اب جو بھی ہونا تھا ہو گیا اس نے حرم سے معافی مانگنے کا سوچا تھا۔

اس کی نیند بھک سے اڑ گئی تھی۔۔۔۔۔

دوسری جانب شاہزیب خان کا ایک دن میں برا حال ہو گیا تھا

اسے ہر دو منٹ بعد علینہ کی یاد آرہی تھی۔

وہ اپنے کام کی طرف دھیان نہیں دے پارہا تھا۔۔۔

اس کا دل کیا کہ جا کر علینہ کا گلہ دبا دے

جو اسے کچھ پل سکون کہ نہ دے رہی تھی۔

ادھر بھی اسے علینہ کی طلب رہتی تھی اور اِدھر

آکر اس کا دل ہمک ہمک کر علینہ کی طلب کر رہا تھا

اس نے بہت بار خود کو باور کروایا تھا کہ وہ صرف اس کے بدلے کہ لیے آئی ہے اس کی زندگی میں پر اس دل کا کیا کرے جو اسے بہکائے جا رہا تھا

اس کا دل مان ہی نہ رہا تھا کہ وہ قصوروار ہے۔

اس نے آخر کار ایک فیصلہ لیا تھا جس سے اس کا دل مطمئن ہو گیا تھا۔۔۔

جہانزیب کو اپنے کیے پر بہت شرمندگی تھی۔وہ جو کچھ حرم کے ساتھ کر چکا تھا وہ اس بات پر بہت پریشان تھا پتا نہیں حرم اس کے بارے میں کیا سوچ رہی ہو گی۔

اس نے حرم سے بات کرنے کا فیصلہ کیا پر وہ کالج روانہ ہو چکی تھی تھی اس کا آج صبح ضروری ٹیسٹ تھا۔جس کی وجہ سے وہ جلدی چلی گئی تھی۔

وہ حرم کے لیے اس طرح کے احساسات نہیں رکھتا تھا پر جو کچھ صبح ہوا وہ اسے سمجھنے پر قاصر تھا۔

اس نے حرم کے ساتھ شام کو بات کرنے کا ارادہ کیا۔

اور آفس جانے کی تیاری کرنے لگا۔۔۔۔۔۔۔

شاہزیب نے ارادہ کیا تھا کہ اب وہ علینہ سے دور رہے گا۔

محبت یا وقتی کشش پر وہ مجبور ہو کر اپنے بھائی کے قاتل کے ساتھ محبت کی پینگیں نہیں بڑھا سکتا اسے اس بات کا گلٹ ساری زندگی نہیں سکون سے رہنے دے گا کہ وہ اپنے بھائی کے قاتل کے ساتھ خوشی میں سب بھول گیا ہے۔۔۔۔

اس سے دور رہ کر اس گلٹ سے نکل سکتا ہے تو وہ اس پر راضی تھا۔۔۔۔

دماغ یہ بات سوچ کر پر سکون تھا پر دل میں ایک سسک تھی جو اسے پر سکون رہ کر بھی سکون سے نہیں رہنے دے رہی تھی۔۔

پر وہ اپنے دل کی بات کو دبائے جا رہا تھا اس وقت وہ اپنے دماغ کی بات مان کر اپنی ضمیر کو مطمئن کر رہا تھا۔ شاید اس جگہ کوئی اور بھی ہوتا تو یہی کرتا۔

سارا دن حرم جہانزیب سے بچتی رہی تھی صبح بھی اس نے ٹیسٹ کا بہانہ کر کے جلدی جلدی کالج جانے کی کی۔ اسے اس قدر شرمندگی محسوس ہو رہی تھی کہ وہ اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

ابھی بھی وہ بھوک نہ لگنے کا بہانہ کر کے اپنے کمرے میں لیٹی ہوئی تھی۔

وہ اپنی سوچوں میں گم تھی۔ کہ دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔۔

پر وہ اپنی سوچوں میں گم تھی کہ اسے پتہ بھی نہ لگا کہ کمرے میں کوئی آیا ہے۔

"حرم۔۔۔۔۔۔۔"

وہ اس پکار پر چونکی اور مڑ کر دیکھا تو اپنے کمرے میں جہانزیب کو پایا۔

جہانزیب کو سامنے دیکھ کر اسے صبح کا واقعہ یاد آیا اور اس کے چہرے پر گلال آگیا۔۔۔

حرم میں تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں۔ صبح جو کچھ بھی ہوا وہ بس غلطی تھی تمہیں معلوم ہے" کہ میں تمہیں پسند نہیں کرتا اور بہت جلد اس رشتے سے جان چھڑوالوں گا۔سب کچھ انجانے میں ہوا میں ایسا کچھ نہیں کرنا چاہتا تھا اور نہ ہی میرا ارادہ تھا میں تم جیسی دبو لڑکی کو اپنی لائف پارٹنر نہیں مانتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔بہت جلد ہم دونوں اس رشتے سے جان چھڑوالیں گیں۔"

حرم کو یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ اپنے کیے پر معافی مانگ رہا ہے یا اسے اس کی اوقات یاد دلا رہا ہے ہے یا پھر اس سے ہمدردی جتا رہا ہے۔۔۔۔۔۔

اس کی بات سن کر حرم کے اندر ایک دم غصے کی لہر ابھری تھی جو وہ ڈوبا نہیں پائی۔۔

مسٹر جاہنزیب میری باتیں کان کھول کر سن لیں کہ میں کوئی دو کوڑی کی لڑکی نہیں ہوں جو" آپ کی بات سن کر آپ کے پیچھے پیچھے گھوموں گی۔

اور آپ کے مجھے رشتے سے آزاد کریں گے اس سے پہلے میں آپ کو اس سے آزاد کرتی ہوں۔۔۔۔۔

مجھے صرف دادا جان کے بنائے ہوئے رشتے کا احساس تھا۔ویسے بھی صبح آپ میرے قریب آئے تھے میں نہیں۔اب تو مجھے بھی خوشی ہو گی اس رشتے سے آزاد ہو کر۔۔۔۔۔"

حرم کو اس کی بات برداشت نہ ہوئی تھی اس لیے اس کو دوبدو جواب دے کر کمرے سے باہر نکل گئی وہ کیوں اس کی خاطر اپنی بھوک مارے۔۔۔

اور نیچے کھانا کھانے چل دی۔

جہانزیب سن ہو کر کھڑا تھا۔اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ سب کچھ باتیں حرم نے کہی ہیں وہ لڑکی جو اس کے سامنے زبان نہ کھولتی تھی آج اسے ٹکر کا جواب دے گئی تھی۔

جہانزیب کا سب باتوں سے زیادہ اس کے رشتہ نہ رکھنے کے بات پر دکھ ہوا تھا اور غصہ بھی آرہا تھا کہ وہ اس سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتی ہے

اس کی بات سن کر جہانزیب کے اندر ایک لاوا پھوٹا تھا۔

اسے حرم کے دور جانے کی بات پر غصہ آرہا تھا۔۔۔۔

پتا نہیں اتنا غصہ کیوں آرہا تھا حتا کہ یہ اس کا اپنا فیصلہ تھا۔۔۔۔۔۔

وہ پیچ و تاب کھاتا دروازے کو دیکھ رہا تھا جہاں سے کچھ دیر پہلے حرم گزری تھی۔۔۔۔

خرم وہ محترمہ کدھر ہیں۔۔۔۔۔ جن کو آپ کے بھائی ہمارے سروں پر لا کر بٹھا یا چکے "ہیں۔"

صالحہ خانم کا لہجہ کاٹ دار تھا۔۔

" مماوہ لیٹی ہوئی ہے۔اپنے کمرے میں"

حرم نے ڈرتے ڈرتے بتایا کیونکہ اسے اب یقین تھا کہ اب علینہ کی شامت آنے والی ہے ۔علینہ صبح سے صالحہ خانم سے بچ کر اوپر اپنے کمرے میں لیٹی ہوئی تھی۔

"کیوں کیا وہ مہارانی ہے جو آرام فرمارہی ہے۔۔۔ بولا کر لاؤ اس کرم جلی کو۔"

صالح خانم نے حرم سے کہا

وہ صرف علینہ کی خیریت کی دعا ہی کر سکتی تھی۔۔۔۔ حرم اوپر علینہ کو بلانے چلے گئ۔

علینہ نے دروازہ کھولا تو اس نے اسے صالحہ خانم کا پیغام دیا۔

علینہ ڈرتے ڈرتے نیچے آئی۔

"جی آپ نے بلایا تھا۔۔۔"

علینہ نے صالحہ خانم سے کہا۔

گھر کے مرد علینہ کو آتے دیکھ کر اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے وہ ویسے بھی اپنے گھر کے معاملات میں نہیں بولتے تھے۔۔۔

محترمہ کیا اب یہاں پر آرام فرمانے آئی ہیں۔۔۔شاید میرے خیال میں سر آنکھوں پر "

"بیٹھانا چاہیئے بڑا اچھا کارنامہ سرانجام دیا ہے آپ نے۔۔۔

صالح خان نے کاٹ دار لہجے میں جواب دیا۔

علینہ قصور وار نہ ہوتے ہوئے بھی شرمندہ ہو گئی

"جی معافی چاہتی ہوں آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔"

علینہ نے مفاہمت سے کام لیتے ہوئے کہا اسے معلوم تھا کہ اگر یہاں پر رہنا ہے تو صالحہ خانم سے بچ کر رہنا ہو گا۔۔۔

تم کیا سمجھتی ہو یہ اچھا رویّہ رکھ کر ہمیں اپنے قابو میں کر لوں گی۔۔چاہے جو بھی ہو جائے میں" اپنے بیٹے کے قاتل کو معاف نہیں کر سکتی اور اس لیے اچھا یہ ہو گا کہ تم اپنی اوقات میں "رہو۔۔۔

انہوں نے نفرت سے جواب دیا۔۔

تمھیں یہاں شازیب صرف اور صرف بدلے کے لئے کر آیا ہے۔اس لیے اس سے دور"
رہنا۔۔اسے بھی میرے بیٹے کی طرح اپنے اداؤں کے جال میں مت پھنسالینا۔۔میں اچھے
سے جانتی ہوں تم جیسی آوارہ لڑکیوں کے کام۔۔۔لڑکوں کو اپنے جال میں پھنسا کر صرف
"روپیہ لوٹتی ہیں۔۔۔۔

صالح خانم نے اس کے بال دبوچتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔

.علینہ درد سے کراہتے ہوئے اپنے اوپر لگے الزامات کو خاموشی سے سن رہی تھی

آنکھوں میں آنسو لیے وہ بس چپ تھی وہ کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی کیا کہتی جب اپنا سر کا
سائیں ہی اپنے ساتھ نہ ہو۔۔

م۔۔ممیں ایسی نہیں ہوں اللہ کا واسطہ ہے میرے پہ یقین رکھیں۔۔۔اس دن بھی صرف"
اور صرف بابا کے غصہ کی وجہ سے ہوا ان کا ایسا کوئی بھی ارادہ نہ تھا کہ وہ مزمل خان کو قتل
کریں......انھیں مزمل خان کا میرے ساتھ زبردستی کرتے ہوئے غصہ آیا تھا۔۔آپ خود
بتائیں کہ اگر میری جگہ حرم ہوتی تو کیا آپ بھی یہی کرتیں۔۔۔میری ذات پر نشانہ بازی نہ
کریں میری عزت کا خیال رکھیں۔۔۔

"کیونکہ اب میری عزت میری ہی نہیں سردار کی بھی ہے۔۔۔۔

علینہ نے اس بار اپنے لہجے کو مضبوط کرتے ہوئے کہا۔

اگر وہ ایسے ہی سنتی رہتی تو شاید پوری زندگی اسی بات کے طعنے دیتی۔

بد ذات تو میرے آگے زبان سے آتی ہے۔۔۔۔ تیری اتنی ہمت ہے تو صالحہ خانم کے آگے "

"زبان چلائے۔

انھوں نے اس کے منہ کے اوپر تھپڑوں کی بوچھاڑ کر دی۔۔۔

اپنی غلیظ زبان سے سردار کا نام بھی مت نکال بدذات لڑکی۔۔۔وہ تیرا کچھ بھی نہیں لگتا وہ "

"سردار ہیں سردار تو یہاں پر صرف ونی ہو کر آئی اور ونی ہونے کا مطلب تو جانتی ہے۔۔۔۔

صالح خان نے اس کا بالوں سے پکڑتے ہوئے چہرہ اوپر کیا اور ایک زوردار چماٹا اس کے منہ پر مارا۔۔

اب کی بار وہ اس تھپڑ کو سہ نا پائی تھی اور جا کر زمین بوس ہو گئی۔۔۔

مریم خاتون ایک طرف خاموش تماشائی بن کر دیکھ رہی تھیں ساری زندگی صالح خانم کے آگے نہ چلی تھی اب کیا چلتی۔۔۔۔۔انہیں علینہ کے اوپر ترس آ رہا تھا جو قصور نہ ہوتے ہوئے بھی قصوروار ٹھہرائی جا رہی تھی۔

انہوں نے آگے بڑھ کر علینہ کو پکڑنا چاہا پر صالحہ خانم کے منع کرنے پر سائیڈ پر رک گئیں۔ اگر وہ آگے بڑھ کر علینہ کو بچاتی تو خود بھی صالح خانہ کے قہر نمرد آزما ہوتیں اور علینہ کو بھی مشکل میں ڈال دیتی۔۔۔۔

.علینہ زمین پر قابل رحم حالت میں پڑی ہوئی تھیں

صالحہ خانم کے تھپڑوں کی وجہ سے اس کا چہرہ سوج چکا تھا ایک جانب سے ہونٹ پھٹ کر خون نکل رہا تھا۔۔

آج کے بعد میرے سامنے زبان چلائیں تو اس سے برا سلوک کروگی۔۔۔۔۔۔۔۔"

مریم نے جو اس بدزات کو میری نظروں کے دور اور خبر دار اس کو مہارانی بنا کر "بیٹھایا۔۔۔۔ آج کے بعد یہ بھی نوکروں کے ساتھ اس حویلی کے کام کریں گی

صالح خانم نے نفرت کا بھرپور اظہار کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

مریم خاتون ترحم بھری نظروں سے علینہ کو اٹھایا۔۔۔۔

جاتے جاتے بھی صالحہ خانم اپنے اندر کا زہر اگلنے سے نہ باز آئی تھیں۔۔

اور ہاں اس کا کم زات لڑکی کو بتا دینا کہ اس کا کا نصیب اس حویلی کی خدمت کرنا ہے بس" سردار خواب دیکھنا چھوڑ دے۔۔۔۔۔ ہم اپنے سردار کی ہم منصب خاندان میں شادی کریں گے......

"ساری دنیا کو علم ہو جائے گا کہ سردار کی اصل بیوی کون ہے۔۔۔۔۔

صالحہ خانم کی بات سن کر علینہ کو شاہ زیب خان سے اور بھی نفرت محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔۔

نا وہ اسے یہاں لے کر اتا اور نہ اسے باتیں سننا پڑتی۔۔

مریم خاتون اسے اٹھا کر چل دی۔۔۔۔

ان کے اندر بھی ایک صالحہ خانم کی باتیں سننے کا حوصلہ نہ تھا۔۔۔۔وہ اپنے بیٹے کے کرتوت بھلا کر اس معصوم کو طعنے دے رہی تھی۔۔۔۔۔

صالحہ خانم ہر گز بھی سردار کو اپنے ہاتھ سے جانے نہ دینا چاہتی تھیں۔۔۔۔

بیٹا تو اپنی کرتوتوں کی وجہ سے چلا گیا اور وہ اپنے سردار کو ہاتھ سے نکال کر اپنا سکہ کھوٹا نہیں کرنا چاہتی تھیں۔۔۔

انہیں علینہ کی اس قیامت خیز خوبصورتی سے ڈر لگ رہا تھا کہ کہیں وہ اپنی اس خوبصورتی سے شاہزیب خان کو اپنے ہاتھوں میں لے لے۔۔۔۔۔

شاہزیب خان بھی آخر ایک مرد تھا اسے خوبصورتی کیوں نہ راغب کرتی اور وہ خوبصورتی جو اسے اپنی بیوی کی صورت میں ملی ہو۔۔۔۔۔

وہ کسی بھی طرح کر کے علینہ کو شاہزیب کی نظروں سے گرانا چاہتی تھیں۔۔۔۔

اگر وہ ایسا نہ کرتی تو وہ سالوں سے اس حویلی پر حکمرانی کرتی آئی تھیں وہ ان کے ہاتھ سے نکل جاتا سب۔۔۔۔

انہوں نے جب سے اس گھر میں قدم رکھا تھا ان کا یہ خواب تھا کہ سردار بیگم بنے پر ان کا یہ خواب اب ان کے بیٹے نے اپنی انا اہلی کی وجہ سے توڑ دیا۔۔

اب انہیں قسمت نے ایک اور موقع دیا تھا کہ وہ اپنا خواب پورا کر دیں اور وہ موقع صرف شاہ زیب خان ہی پورا کر سکتا تھا۔۔اس لئے انہوں نے سوچا اپنے خواب کو پورا کرنے کے لئے انہیں شازیب خان کو اپنے ہاتھ میں لینا ہو گا۔۔۔

مریم خاتون سے انہیں کسی بھی قسم کا ڈر نہ تھا وہ شروع سے ان سے ڈبتیں آئی تھیں۔۔۔۔

پر انہیں اصل مسئلہ صرف علینہ سے تھا کیونکہ اگر شازیب خان علینہ کی جانب راغب ہو جاتا تو سردار بیگم علینہ بن جاتی۔۔

اس لیے انہوں نے علینہ کو شازیب کی نظروں سے دور کرنے کا فیصلہ کیا اور وہ صرف اور صرف تب کر سکتی جب علینہ کے خلاف کر سکتیں شاہزیب کو۔۔۔

انہوں نے شازیب خان کو علینہ کے متعلق غلط بات بتائی کہ علینہ نے ان کے بیٹے مزمل خان کو اپنی اداؤں کے جال میں پھنسایا ہے۔۔۔

اگر ایسا نہ کرتیں شاہزیب خان علینہ کی طرف متوجہ ہو جاتا اور اسے مصوم تصور کر کے اس سے ہمدردی کرتے ہوئے رشتہ استوار کرتا۔۔۔۔۔

شاہ زیب خان کے کان اس قدر بڑھ دیئے تھے کہ وہ اپنے بھائی کے بدلہ لینے کے علاوہ کچھ بھی نہیں سوچتا تھا۔۔۔۔۔

وہ کبھی بھی ایسی لڑکی کے ساتھ رشتہ استوار نہیں کر سکتا جو اس کے بھائی کے قتل کی وجہ ہو اس بات پر مہر علینہ نے بھاگ کر لگا دی تھی۔۔۔۔

انہوں نے علینہ کے بھاگ جانے پر یہ بات اور بڑھا دی تھی۔۔۔

وہ شاہ زیب خان کو اپنی مصنوعی پیار سے اپنے ہاتھوں میں لیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

وہ مریم خاتون سے زیادہ صالحہ خانم کی بات مانتا تھا۔۔۔۔۔

آج علینہ کے دو بدو جواب دینے پر انہیں اپنا مستقبل خطرے میں محسوس ہوا تھا اس لئے انہوں نے علینہ کو اسی وقت چھانٹ دیا کہ آگے وہ اس کے سامنے زبان نہ چلا سکے۔۔۔۔۔

ابھی تک سب کچھ انہیں کہ ہاتھ میں تھا. دیکھتے ہیں کہ آگے بھی وقت نہیں کہ ہاتھ میں رہتا ہے یا علینہ کا ساتھ دیتا ہے۔۔۔۔۔

جہانزیب کو ساری رات نیند نہیں آئی تھی وہ یہ سوچ کر پریشان ہو رہا تھا۔۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ خوش ہو کہ حرم بنا کسی مشکل کے اس کی زندگی سے نکل رہی تھی۔۔۔۔۔۔

اور وہ یہ بات اپنے آپ کو جتنا بھی باور کرواتا اپنے آپ کو اتنی بے چینی میں پایا محسوس کرتا۔۔۔۔

اسی سوچ میں اسے صبح ہو گئی صبح جب اٹھا تو اس کی آنکھیں لال انگارہ ہو رہی تھیں۔۔۔۔

اب یہ سمجھنا ناکافی تھا کہ یہ غصے سے ہے یا ساری رات جاگنے سے۔۔۔۔۔

صبح کو جب یونی جانے کیلئے تیار ہو کر ناشتہ کرنے آیا۔۔۔ تو سامنے حرم کو بے نیازی سے ناشتہ کرتے ہوئے پایا اس کی یہ بے نیازی محسوس کر اندر ہی پیچ و تاب کھا رہا تھا۔۔۔۔۔

غصے کی ایک لہر ایک دم اس کے اندر سے اٹھی تھی وہ سوچ رہا تھا کہ وہ ساری رات اس کے بارے میں سوچ سوچ کر آنکھوں میں گزار آیا ہے اور یہ محترمہ یہاں پر بے نیازی دکھا رہی ہیں۔۔۔۔

اسے حرم سے زیادہ اپنے آپ پر غصہ آرہا تھا کہ وہ کیوں ایسا کیا حرکتیں کر رہا ہے۔

اس کا دل کیا وہ اپنے بال نوچ لے۔۔۔۔۔

حرم نے ایک نظر اسے دیکھا اور دوبارہ اپنے کھانے کی طرف متوجہ ہوں گی جیسے جانتی ہی نہ ہو۔

حرم کے انداز میں جہانزیب کے اندر ایک چنگاری جلا دی تھی۔۔۔۔

جہانزیب نے ارادہ کیا کہ یہ محترمہ ذرا اس کے ہاتھ تو لگے وہ بتائے گا کہ بے نیازی کہتے کسے ہیں۔۔۔۔

اس کے سارے نٹ کس دے گا۔۔۔۔۔

ابھی وہی سوچوں میں گم تھا کہ صالحہ خانم نے اسے مخاطب کیا۔۔۔۔

!جہانزیب"

"کن سوچوں میں گم ہو بیٹا اپنا ناشتہ کرو۔۔۔۔۔۔۔

ان کے بعد پر وہ گڑبڑا گیا۔۔۔

"جی جی تائی جان ناشتہ ہی کر رہا ہوں۔۔۔۔"

اس کے گڑبڑا کر بولنے پر حرم کے لبوں پر ایک مسکراہٹ آئی تھی جو وہ لمحوں میں چھپا گئی۔۔۔۔

جہانزیب بیٹا مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی تھی رات بھی آپ میرے پاس نہیں آئے"

صالحہ خانم کی بات سن کر جہانزیب کو ایک شرمندگی محسوس ہوئی کہ وہ اپنی ٹینشن میں اپنی جان سے پیاری تائی جان کی بات کو اگنور کر چکا ہے۔۔۔۔

معذرت تائی جان وہ رات کو طبیعت خراب تھی اس کی وجہ سے آپ کے پاس نہ آ "سکا۔۔۔

جہانزیب کے اس قدر ادب واحترام کے ساتھ بولنے پر صالحہ بیگم کا خون اور بڑھ چکا تھا۔۔۔

انہیں اپنی بیٹی کا مستقبل روشن نظر آرہا تھا اور اپنا بھی۔۔۔

یہ دونوں لڑکے ان کے ہاتھوں میں آچکے تھے۔

ان کا لالچ تھا کہ بڑھتا ہی چلا جارہا تھا۔۔۔۔۔۔

"کیا ہوا میرے لال کی طبیعت خراب تھی مجھے بتانا مناسب نہ سمجھا آپ نے۔۔۔۔۔۔۔"

مصنوعی لگاوٹ کے ساتھ صالحہ بیگم نے پچکارا۔۔۔۔

"نہیں وہ بس ذرا سا سر درد تھا اب ٹھیک ہے"

جہانزیب نے سر جھکا کر کہا۔

دراصل جہانزیب میری ایک دور پرے کی کزن یہاں کچھ دن رہنے آ رہی ہے۔۔۔۔ میں"

"چاہتی ہوں تم اسے ایئرپورٹ سے پک کر لو۔۔۔۔۔

"جی تائی جان جیسا آپ کا حکم۔۔۔۔۔"

جہانزیب نے کہا۔

جانزیب کے اس قدر ادب کے ساتھ بولنے پر حرم کے چہرے پر ایک طنزیہ مسکراہٹ آ چکی تھی۔۔۔۔

حرم سوچ رہی تھی کہ جس طرح کا ادب احترام کا اظہار یہاں آ کر رہا ہے اگر اس کے ساتھ کرے تو جیتے جی مر جائے خوشی سے۔۔۔۔۔۔

مریم خاتون ان کے استقبال میں کوئی کمی نہیں آنی چاہیے میں نہیں چاہتی کہ انہیں صالحہ خانم"

"کی حویلی میں رہتے ہوئے کوئی کمی محسوس ہو۔۔۔۔۔

اب کی بار ان کے لہجے میں غرور تکبر تھا

جنہیں صاف صاف مریم خاتون محسوس کر رہی تھیں۔۔۔۔

وہ کم زات علینہ کہاں پہ ہے۔۔۔۔۔۔"

"اسے بھی سمجھا دینا کہ یہاں کسی کو بھی سردار کے ساتھ نکاح ہونے کا مت بتائے۔۔۔

میں نے شاہینہ کی بیٹی کے ساتھ شازیب کی شادی کرنی ہے۔میں نہیں چاہتی کہ اس کی

منحوسیت میرے شاہ زیب کی شادی پر پڑے۔۔۔۔۔۔

ان کی بات نہیں مریم خاتون کے ساتھ ساتھ جہانزیب کے اوپر بھی ایک بم پھوڑا تھا

وہ سب بے یقینی کے ساتھ صالحہ خانم کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

شازیب کی شہر میں ایک ضروری میٹنگ تھی جس کی وجہ سے وہ حویلی نہ جا سکا۔۔۔۔

ابھی بھی وہ اپنی میٹنگ میں اس قدر مصروف تھا کہ اسے کسی بھی چیز کا ہوش نہ رہا۔

وہ بدقسمت یہ بھی نہ سمجھ سکا کہ اس کی بیوی کے ساتھ حویلی میں کیا سلوک ہو رہا

ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

شازیب ابھی بھی اپنے آفس کے کام میں بزی تھا اس کی ایک میٹنگ تھی۔

کچھ دیر کے بعد اپنی میٹنگ سے فارغ ہوا تو اپنے آپ کو ایک بہت بڑے بہت بوجھ سے آزاد پایا اس کا شروع سے خواب تھا کہ وہ اپنی کمپنی کو اونچا مقام دلائے اور آہستہ آہستہ اس کی کمپنی ترقی کی منزلوں کو چھو رہی تھی۔

ابھی بھی وہ ایک اہم پروجیکٹ سے فارغ ہوا تھا اور اس کو اس میں کامیابی حاصل ہوئی تھی۔

وہ اپنے مینیجر کے سپرد باقی کام کرتے ہوئے حویلی جانا چاہتا تھا۔۔

اس کے فرشتوں کو بھی علم نہ تھا کہ حویلی جاتے ہی اس کے سر کے اوپر کیسا بم پھٹنے والا ہے۔

جہانزیب ایئرپورٹ شاہینہ بیگم کو پک کرنے گیا تھا۔

وہ کب سے آپ کا انتظار کر رہا تھا کہ اچانک اسے سامنے شاہینہ بیگم اپنے بچوں کے ساتھ آتے ہیں نظر

آئیں۔

ان کے بچے عجیب سے حلیے میں تھے۔

ان کے بیٹی تنگ سی پینٹ شرٹ میں پتا نہیں اپنے آپ کو کونسی حور پری سمجھ رہی تھی۔۔۔

اسے یہ پہلی نظر میں دیکھتے ہی عجیب سی لگی اور وہ ایک دم اس کا اور علینہ کا مقابلہ کرنے لگا۔۔

علینہ اس سے کافی درجے اچھی تھی۔اس نے ایک بار ہی دیکھا تھا اور ویسے کافی باحیا لگی۔۔

اس لڑکی کو دیکھ کر تو اسے ایک دم سے الجھن محسوس ہوئی تھی،

ان کے بیٹے کا حلیہ تو ناقابل بیان تھا۔۔۔

وہ دیکھنے میں کسی اور دنیا کی مخلوق لگ رہا تھا۔۔۔ عجیب آوارہ سا لگا اسے۔

وہ کیا بول سکتا تھا وہ کچھ بھی بولنے سے قاصر تھا کیونکہ یہ صالحہ خانم کے مہمان تھے۔

گہری سانس بھرتے وہ انہیں لے کر حویلی کی جانب روانہ ہو گیا۔

بیٹا تو اپنے موبائل میں مگن پتا نہیں کون سے مسئلے حل کر رہا تھا بیٹی باہر دیکھنے میں مگن تھی۔جیسے کسی چیز کی پرواہ نہ ہو کہ وہ کہاں جا رہی ہے۔

وہ حویلی کے اندر ابھی داخل ہوئے تھے کہ انہیں سامنے حرم آتی ہوئی دکھائی دی۔

ہم نے آگے بڑھ کر شاہینہ بیگم کو سلام کیا

"اسلام علیکم آنٹی"

حرم کو دیکھتے شہینہ بیگم کی آنکھوں میں ایک چمک آئی تھی۔انہوں نے آگے بڑھ کر اس سے گلے لگایا اور پیار دیا۔

حرم اس الفت بھرے انداز پر ایک دم گھبرا گئی۔

اس نے روبینہ کے سامنے ہاتھ آگے کیا پر روبینہ کے نخرے ہیں کسی طرح قابو نہیں آرہے تھے۔

روبینہ نے بڑے نخرے دکھاتے ہوئے ہاتھ آگے کیا جیسے کسی سلطنت کی شہزادی ہو۔

حرم نے گرمجوشی سے اس کا ہاتھ تھاما تھا اسے اپنی ماں کا علم تھا۔ صالحہ خانم ہمیشہ اپنے فیصلے پر اٹل رہتی تھی۔

اب اس لڑکی کو شاہ زیب خان کی بیوی تصور کر کے وہ اس سے ملی تھی۔ اسے علینہ کے ساتھ ہمدردی تھی اور وہ اس ہمدردی کا کیا کرتی جب شاہزیب خان ہی علینہ کے ساتھ نہ تھا۔

اس دوران اسد شاہینہ بیگم کا بیٹا پر شوق نظروں سے حرم کے چہرے کا طواف کر رہا تھا۔

حرم کو ان سے عجیب سی الجھن محسوس ہو رہی تھی وہ اسد کی نظروں سے خائف ہوئی۔

وہ جلدی سے اپنی جان چھڑوا کر کمرے کی جانب روانہ ہو گی۔ چاہے جو بھی ہو صالحہ خانم کی ڈانٹ ہی سہی پر وہ ان لوگوں کے درمیان اور نہیں رہ سکتی تھی۔

وہ واپس کمرے کی جانب جب چلی گئی پر اس کی پشت پر اسد کی معنی خیز نظریں ابھی بھی قائم تھیں۔

اس کی نظروں نے حرم کو دور تک دیکھا تھا جب تک وہ غائب نہ ہو گئی۔

جہانزیب خونخوار نظروں سے یہ سارے منظر دیکھ رہا تھا اس کا دل کیا کہ وہ حرم کو ان سب کی نظروں سے دور کر دے یا اس اسد کا سر پھاڑ دے جو اس کی بیوی کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا۔

جہانزیب کے اندر جلن اور غصے کی ایک شدید لہر اٹھی تھی۔ جسے اس نے بڑی مشکل سے کنٹرول کیا۔

شہینہ بیگم اب صالحہ خانم سے مل رہی تھی۔۔

صالحہ خانم روبینہ کے وارے صدقے جا رہی تھی۔ پر روبینہ اپنی ازلی بے نیازی سے بیٹھی تھی۔

جہانزیب نے غصے کو دباتا واپس باہر نکل گیا۔۔۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ان لوگوں کو حویلی سے باہر نکال دیتا ہے اور اسے صرف اور صرف صالحہ بیگم کا احترام تھا جو روکا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ارے صالحہ خانم یہ لڑکی کون ہے۔۔۔ نوکرانی تو نہیں لگ رہی اتنی خوبصورت ہے کیا یہ "کوئی تمہاری رشتہ دار ہے۔۔۔"

شبینہ بیگم نے بڑے اتراتے ہوئے کہا

وہ ساری حقیقت سے واقف تھی۔ وہ اس کی خوبصورتی سے خائف تھیں اس لیے انھوں نے اسے ذلیل کرنے کا یہ طریقہ اپنایا۔۔۔

یہ تم کیسی باتیں کر رہی ہو۔۔۔ اس کی خوبصورتی پر مت جانا یہ ان جیسی لڑکیوں کے " اوچھے ہتھکنڈے ہوتے ہیں۔ اپنی خوبصورتی دکھا دکھا کر لوگوں کو پاگل بناتی ہیں۔۔۔ یہ وہی لڑکی ہے جس نے میرے بیٹے کو اپنے جال میں پھنسا کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔۔۔۔۔

یہ تو میرا شاہ زیب خان تھا جو اسے یہاں پر عزت بنا کر لے آیا۔ پر ان جیسی لڑکیوں کو کہاں "عزت راس آتی ہے۔۔۔۔۔۔

صالحہ خانم نے اپنے اندر کا زہر اگلہ۔۔۔ اور قہقہہ لگا کر ہنس دیں۔

شاہینہ بیگم ان کا بھرپور ساتھ دے رہی تھی وہ کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے رہی تھی کہ کسی طرح علینہ کو بے عزت کر دیں بس

علینہ جو صالحہ خانم کے پاؤں دبا رہی تھی چپ چاپ ان کی باتیں سنتی رہی۔

اس کے اندر اور سکت نہ تھی کہ وہ جواب دیتی اور دوبارہ صالحہ خانم کے کہر کا سامنا کرتی ان کے ساتھ بیٹھی روبینہ بی علینہ کو قہر بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

اسے شاہینہ بیگم سمجھا کر لائی تھیں کہ اسے شاہ زیب خان کو اپنے قابو میں کرنا ہے پھر ہی یہ اس حویلی کی مالکن بن سکتی ہے۔

روبینہ کو اب شاہزیب خان کے آنے کا انتظار تھا کہ وہ سردار کو اپنی اداؤں کے جال میں پھنسا سکے۔ وہ اسے اپنی خوبصورتی سے گھائل کرے۔۔۔

پر اتنا تیار ہو کر بھی وہ علینہ کے سامنے دب رہی تھی۔۔۔ اس لیے وہ علینہ کو اپنی نظروں سے بھسم کر رہی تھی۔۔۔۔۔

شاہزیب خان حویلی کے اندر داخل ہوا۔ تو ایک غیر معمولی ہلچل کو پایا۔۔۔۔

سب سے پہلے وہ صالحہ خانم کو ملنے کے لئے گیا وہ جب بھی حویلی آتا تھا تو سب سے پہلے صالحہ خانم سے ہی ملتا تھا۔

وہ صالحہ خانم کے کمرے میں داخل ہوا تو دیکھا وہاں پر ایک درمیانی عمر کی عورت اور ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔

اور علینہ صالحہ خانم کے پاؤں دبا رہی تھی۔۔۔ علینہ کو دیکھ کر اس کے دل میں ایک سکون پیدا ہوا تھا

اس کا دل کیا علینہ کو سامنے بٹھا کر دیکھتا رہے۔۔۔۔

شاید وہ اپنی سوچ پر عمل بھی کر لیتا پر اچانک اسے اپنے کیے ہو اوعدہ یاد آیا۔۔۔

وہ ایک دم اپنی پرانی رو میں واپس آیا تھا۔

علینہ کو نظر انداز کر کے صالحہ خانم کے سامنے جھک کر پیار لینے لگا۔۔

صالح خان اس کی فرمانبر داری پر باغ باغ ہو گئیں۔۔۔۔شاہینہ بیگم کو بڑے جتلانے کے انداز میں دیکھا کہ دیکھو دیکھو یہ میری کتنی عزت کرتا ہے۔۔۔۔

ارے شاہزیب بیٹا آپ یہاں ہم آپ کو بلوانے والے تھے شہر سے۔۔۔۔۔شکر ہے آپ" خود ہی آ گئے۔ان سے ملیئے یہ شاہینہ بیگم ہیں اور یہ روبینہ ان کی بیٹی اور آپ کی ہونے والی "بیوی۔۔۔۔۔

صالحہ خانم نے شاہزیب خان کے ساتھ ساتھ علینہ پر بھی دھماکہ کیا تھا۔۔۔

علینہ نے شکوہ کناں نظروں سے شازیب خان کو دیکھا جس پر اس نے نظریں چرائیں تھیں۔علینہ نے خود کو یہ باور کروالیا تھا کہ اس کی زندگی اسی طرح ہی گزرنی ہے پتہ نہیں کیوں پھر بھی اسے برا لگا تھا تھا۔۔۔

وہ نظریں جھکائے صالحہ خانم کے پاؤں دبانے لگ گئی۔

تائی جان آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں میں شادی نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔۔اور آپ میری ایسی "
لڑکی کے ساتھ شادی کروا رہی ہیں جسے میں جانتا ہی نہیں۔۔۔۔"

شاہزیب نے دوٹوک لہجے میں کہا۔۔۔

کیوں بیٹا اس میں جاننے کے نہ جانے والی کونسی بات ہے۔علینہ کو بھی تم نہیں جانتے تھے "
ویسے بھی میں اس لڑکی کو اپنی خاندانی بہو تسلیم نہیں کرتی۔اگر میں نے اپنے بیٹے کے قاتل کو قبول کیا ہے تو وہ صرف پنچایت کے فیصلے کو دیکھتے ہوئے ورنہ میں کب کی اسے دھکے مار کر باہر
نکل چکی ہوتی"

صالحہ خانم نے زہر خند لہجے میں کہا۔۔۔۔

تائی جان آپ جو بھی کریں پر میں علینہ کو ہی اپنی بیوی تسلیم کرتا ہوں اور مجھے اپنی پسند کی "
شادی کرنی بھی ہوئی تو خود کر لوں گا آپ کو میرے زاتی معاملات میں پڑنے کی ضرورت نہیں
ہے۔۔۔۔"

شاہ زیب خان کی بس ہو چکی تھی اپنے آپ سے لڑتے اور اب صالحہ خانم کے منہ سے ایسے
الفاظ سن کر اسے غصہ آیا تھا۔

وہ کسی کو بھی اپنی زندگی کے ساتھ کھیلنے نہیں دے گا۔وہ اس کی زندگی کا فیصلہ نہیں کر سکتیں۔۔۔۔۔۔

ابھی وہ اپنی بات کر کے چپ ہوا ہی تھا کہ روبینہ غصے سے آگے بڑھی اور جا کر علینہ کے چہرے پر زور سے تھپڑ مار دیا اور چیخ کر بولی۔

اس بد چلن کی وجہ سے مجھے ٹھکرا رہیں ہیں۔۔۔۔......اس جیسی لڑکیوں کو بھی میں اچھے سے جانتی ہوں بتایا ہے آنٹی نے مجھے کہ کیسے اس نے مزمل خان کو اپنی بد چلنی کی وجہ سے قابو "کیا تھا۔اب بھی شاید آپ کو بھی قابو کرنا چاہتی ہے۔۔۔۔۔

روبینہ نے اپنے اندر کی غلاظت باہر نکالی تھی۔۔۔۔

مریم خاتون جو کھانے کا بولنے کمرے میں آئی تھیں روبینہ کو اس طرح علینہ کے ساتھ رویہ رکھتے ہوئے خاموش کھڑی تھیں۔۔۔۔وہ کہہ بھی کیا سکتی تھیں۔اگر ان کے بیٹے کو ہی اپنی بیوی کی عزت کی پرواہ نہ تھی۔

صالحہ خانم شاہزیب کا جواب کو سن کر سن کھڑی تھیں ایک دم آگے بڑھی اور علینہ کے بالوں کو پکڑتے ہوئے اسے باہر گھسیٹنے لگیں۔۔۔۔۔

آج اس بد چلن کو میں گھر سے نکال کر رہا ہوں گی یہ میرے گھر کا سکون غارت کر رہی "

ہے۔۔۔۔۔

"اس گند کی پوٹلی کی وجہ سے میرے گھر کے سکون کو آگ لگ گئی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

علینہ نے درد کے مارے ایک سسکاری لی تھی۔۔۔وہ بھتی آنکھوں کے ساتھ گھسیٹی چلی جا رہی تھی۔

پلیز مجھے معاف کر دیں میرا کیا قصور ہے آپ خان کی جہاں مرضی شادی کر دیں پر مجھے اس "

"وقت یہاں سے نہ نکالیں۔۔۔۔۔۔۔

علینہ گڑ گڑا کر بھیک مانگنے لگی۔۔۔۔۔۔

صالحہ خانم اس کے ساتھ کچھ اور کرتی کہ ایک دم شاہ زیب خان کے ڈھارنے کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔۔

رک جائیں اگر اب کسی نے میری بیوی کو ہاتھ لگایا تو میں اس کو ہاتھ اٹھانے کے قابل نہیں "

"چھوڑوں گا۔۔۔۔۔

شاہزیب نے آگے بڑھ کر علینہ کو اٹھایا اور بولا

لڑکی تمہارا جو بھی نام ہے اگر آج کے بعد تم نے ہاتھ اٹھانے کی غلطی بھی کی تو تم صحیح سلامت" گھر واپس نہیں جا پاؤ گی۔۔۔۔۔ تم تائی جان کی مہمان ہو مہمان بن کر رہو۔۔۔۔۔۔

اور تم جسے آوارہ بول رہی ہو پہلے خود کو آئینے میں دیکھو کہ تم کیا ہو۔۔۔۔ تم جیسی لڑکی کو میں گھر میں کیا خود کہ آس پاس نہ بھٹکنے دوں۔۔۔۔۔۔

اور تائی جان آپ نے آج جو کیا اس پر مجھے ساری عمر افسوس رہے گا۔ کہ آپ اس طرح کی سوچ رکھتی ہیں۔۔۔۔۔۔

"اگر کسی کو کوئی مسلئہ ہے تو اس حویلی سے جا سکتا ہے۔۔۔۔۔۔

وہ علینہ کو لے کر اپنے کمرے کی جانب چل دیا۔۔۔۔۔

پیچھے سب کو سانپ سونگھ گیا تھا۔۔۔۔

جبکہ حرم اور مریم خاتون نے رب کا شکر ادا کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے سردار کو علینہ کی طرف مائل کر دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شازیب خان علینہ کو لے کر اپنے کمرے میں آیا تو علینہ زارو قطار رو رہی تھی

اسے زاروقطار روتے دیکھ کر شاہ زیب خان کو شرمندگی محسوس ہوئی تھی کہ وہ کیسے اس معصوم کو ان ظالموں کے پاس چھوڑ آیا۔۔۔۔۔۔

اسے صالحہ خانم کی باتیں سن کر مریم خاتون کی بات پر یقین آیا تھا کہ کبھی کبھی تو آنکھوں دیکھا بھی غلط ہوتا ہے اور وہ صرف ایک طرف کی بات سن کر یقین کر بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔

"میری جان پلیز چپ کر جاؤ۔۔۔۔۔ تمہارا رونا مجھے تکلیف دے رہا ہے۔۔۔۔"

شاہزیب خان بے بس ہو کر کہا۔

علینہ اس کے اس قدر نرم لہجے پر حیران ہو کر

پوری آنکھیں کھولے اسے ٹکر ٹکر دیکھنے لگی۔

شاہزیب نے اس کی پوری کھلی آنکھوں کو دیکھا تو مسکراہٹ اس کے لبوں پر پھیل گئی۔۔۔۔۔

"مجھے اس طرح آنکھیں کھول کر کیوں دیکھ رہی ہوں میں کون سا تمہیں کھا جاؤں گا۔۔۔۔"

شازیب خان نے ماحول کی سختی کو کم کرتے ہوئے مزاحیہ انداز میں کہا۔۔۔

جس پر نہ چاہتے ہوئے بھی علینہ جھینپ گئی

علینہ شازیب کی نظروں کو دیکھتے ہوئے ایک دم پریشان ہو گئی اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ ایک دن میں ایسی کون سی کایاپلٹ چکی ہے۔۔۔۔۔۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔۔۔"

علینہ نے گھبراتے ہوئے کہا۔

میری جان کیا ہوگیا ایسے کیوں ڈر رہی ہو۔"

"یہ میں ہی ہوں۔جن نہیں جس سے تم ڈر رہی ہو۔۔۔

شاہزیب نے لودیتی نظروں سے کہا

آج اپنے دل کی بات مان کر شاہزیب بہت خوش تھا اس کے دل سے بہت بڑا بوجھ اتر گیا تھا۔۔۔اس نے سوچا تھا کہ جو ہوگیا سو ہوگیا اگر علینہ ایسی ہی ہوتی تو وہ اس کے ساتھ ایک لمحہ نہ گزارتی۔۔۔

شازیب نے علینہ کے ساتھ اس بارے میں بات کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔

اسے اپنی اس احمقانہ حرکت پر غصہ آرہا تھا کہ کیا تھا کہ وہ علینہ کی بھی بات سن لیتا صرف ایک طرف کی بات سن کر اس پر یقین کر لینا کہاں کی عقلمندی ہے آگے بھی ایسے فیصلے کرے گا۔۔۔۔؟

یہ سوچتے ہیں اس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے کہ وہ اپنے گاؤں کا سردار ہے اور اسی پر سارے فیصلے پر منحصر کرتے ہیں۔۔۔۔

وہ علینہ کو آرام کرنے کا بول کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ وہ ابھی اپنے آپ کو اور علینہ کو اس رشتے کے لئے تھوڑا وقت دینا چاہتا تھا۔ سچ جاننے سے پہلے وہ کوئی بھی رشتہ استوار نہیں رکھ سکتا تھا۔۔۔

شازیب گھر سے نکلتے ہی وہ مزمل خان کے دوستوں سے ملنے کا فیصلہ کیا تھا۔ کیونکہ وہ اس کے قریبی ساتھی تھے اور وہ انہیں سے سچ جان سکتا تھا۔۔۔

مزمل خان اپنے دوستوں کو بتائیں بغیر کوئی کام نہیں کرتا۔ وہ سب اس کے کاموں میں شریک ہوتے تھے۔ اور اب بھی اگر شاہ زیب خان کو کوئی حقیقت بتا سکتا تھا تو اس کے دوست ہی تھے۔

اس لئے شازیب خان نے سب کو اپنے ڈیرے پر بلایا تھا۔ تاکہ ان سے پوچھ سکے کہ اصل ماجرا کیا ہے

جب تک وہ سچ نا جان لیتا سے خود بھی سکون نہ ملنے والا تھا۔

ابھی بھی اس کے سارے دوست اس کے ڈیرے پر اس کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ سبھی اس کے سنجیدہ چہرے کو دیکھتے ہوئے ڈر رہے تھے کہ پتہ نہیں اب ان کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔

شاہ زیب خان سنجیدہ چہرہ لئے اپنی سربراہی کرسی پر براجمان تھا۔

"میرا تم لوگوں کو یہاں پر بلانے کا صرف اتنا مقصد ہے کہ تم لوگ مجھے سچ بتا سکو۔۔۔۔۔ میں کوئی بھی ادھر ادھر کی بات نہیں کرنا چاہتا مجھے صرف سچ سننا ہے اور جو تم لوگ اپنے منہ سے بتاؤ گے ورنہ مجھے اور بھی طریقے آتے ہیں سچ نکلوانے کے۔۔۔"

شازیب خان نے اس بار دبدبے سے کہا ہاں کیونکہ وہ ان کے کے اڑے ہوئے چہرے دیکھ کر سمجھ چکا تھا کہ کوئی ایسی بات ہے جو اس سے چھپائی گئی ہے

"حکم کیجیے سرکار آپ کو ہم سے کیا بات کرنی ہے ہے جس کے لئے ہمیں اپنے ڈیرے پر بلانے کی زحمت کی آپ نے۔۔۔۔۔"

ان میں سے ایک مزمل خان کا دوست اس کی چاپلوسی کرنے لگا۔شازیب خان کو یہ دیکھنے میں ہی بڑی میٹھی چھری لگا تھا۔۔۔

اس کی بات پر شاہزیب خان نے اپنی گہری کالی آنکھیں اٹھا کر کہا

"اس دن مزمل خان وہاں پر کیا کر رہا تھا۔۔۔۔۔ اور کیوں تھا۔۔۔ اب تم لوگوں کی زبانی فراٹے بھرتی نظر آئے مجھے۔۔۔۔ تم لوگوں کی زبانوں سے صرف سچ

نکلنا چاہیے جھوٹ بولنے کی میرے سامنے غلطی بھی مت کرنا۔۔۔ورنہ اس کے زمہ دار تم

"لوگ خود ہوگے میرے قہر کا سامنا نہ ہی کرو تو اچھا ہے۔۔۔۔۔

شازیب خان نے اس بار سنجیدہ لہجہ میں وارن کیا۔

جی وہ اس دن مزمل خان علینہ بیگم کو اٹھانے گئے تھے۔میرا مطلب اغواء کرنے۔۔۔۔

ان میں سے ایک نے سر جھکا کر کہا

یہ الفاظ سنتے ہی شاہزیب خان کے سر کے اوپر آسمان آگرا۔۔پر وہ ابھی کچھ بولنے سے پہلے

ان کی بات سننا چاہتا تھا۔

"اور اغواء کرنے کی وجہ۔۔۔۔۔۔؟"

شاہزیب خان نے پر سوچ لہجہ میں کہا جیسے وہ سوچوں کے تانے بانے بن رہا تھا۔

وہ مزمل خان ہر روز علینہ بیگم کا راستہ روکتے تھے پر وہ ہر بار نظر انداز کر دیتی۔مزمل خان کا

دل علینہ پر تھا وہ چاہتے تھے کہ کچھ دن علینہ کے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔

زین کچھ بولتے بولتے رکا۔

شازیب نے اسے جاری رکھنے کا اشارہ کیا کہا کہ بولتے جاؤ میں سن رہا ہوں

وہ علینہ بیگم کے ساتھ دوستی رکھنا چاہتے تھے۔وہ چیزیں جو ان کی دسترس میں آجاتی اسے بہت جلد بیزار ہو جاتے تھے پر علینہ بیگم انہیں کسی بھی طور قابو میں نہ آرہی تھیں۔اس لئے انہوں نے علینہ بیگم کو اپنے دوسرے فلیٹ میں رکھنے کا ارادہ کیا سب سے چھپا کر تاکہ ان پر کوئی الزام نہ آئے اور وہ اپنے ارادے میں بھی کامیاب ہو جائیں۔۔۔۔۔

پر اس دن وہ علینہ بیگم سے تھپڑ کھانے کے بعد آپے سے باہر ہو گئے۔اور ان سے زورزبردستی کرنے لگے اور پھر جو واقعہ ہوا اس کا آپ کو علم ہے۔۔۔۔

اس کی بات سننے کے بعد شاہ زیب کو واقعی میں خود سے نفرت محسوس ہوئی تھی۔

کیسے وہ صرف ایک طرف کی بات سن کر اس مظلوم کے اوپر الزام تراشی کرتا رہا تھا۔اسے یقین تھا کہ اس کی طرح صالحہ خانم بھی صرف اور صرف ایک طرفہ بات سے واقف ہے ورنہ وہ کبھی بھی اس سے سچ نہ چھپاتی۔۔۔۔۔

"غلام بخش انہیں عزت کے ساتھ واپس بھیج دیا جائے"

یہ کہتے ہیں وہ اٹھ کر چل دیا۔۔

باقی سب بھی اپنی جان بخشی ہونے پر خوشی کا اظہار کر رہے تھے کہ چلو ان کی جان تو بچی۔۔۔۔ورنہ وہ سردار کے غصے سے اچھی طرح واقف تھے۔

شاہزیب خان اپنی جیپ میں بیٹھا تھا خود کو کوس رہا تھا کہ اس سے اتنا بڑا گناہ کیسے ہو گیا وہ کیسے کسی کے اوپر اتنا بڑا بہتان لگا سکتا ہے۔

اسے رہ رہ کر خود پر غصہ آرہا تھا اب وہ کیا کر سکتا تھا غلطی تو کر بیٹھا تھا اور اس غلطی کی بھی کوئی تلافی نہ تھی شاید اس کے نزدیک۔۔۔۔۔

بھابی آپ یہاں پہ کیا کر رہی ہیں اپنے کمرے میں جا کر تیار ہو بھائی آنے والے ہونگے۔۔۔۔۔

حرم نے خوشی سے چہچہاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

علینہ نے حرم کا خوشی سے چمکتا چہرہ دیکھ کر کر نظر اتاری خوشی سے اس کے گال لال ہو رہے تھے۔

یہ تم کیا کہہ رہی ہو حرم میں نے کیوں تیار ہونا ہے......؟ کیا کوئی دعوت ہے آج جس کا مجھے علم نہیں

علینہ نے سوالیہ انداز میں کہا۔۔۔ کیونکہ وہ جب سے آئی تھی کچن کا کام سنبھال رہی تھی۔۔۔

ارے بھابھی یہ کیا بول رہی ہیں بھائی کے لیے تیار ہونا ہے کیا ہو گیا ہے آپ بھی نہ بس پاگل ہو۔۔۔۔۔۔۔۔

حرم اس کی ہم عمر رہی تھی پر پھر بھی اسے احترام سے بھابی بلاتی تھی۔۔۔۔۔

حرم کی بات سن کر علینہ کا چہرہ ایک دم اترا تھا اس کا اترا چہرہ دیکھ کر حرم نے کہا۔۔۔۔

"کیا ہوا بھابی کیا آپنے بھائی کو بھی تک معاف نہیں کیا۔۔۔۔۔"

نہیں نہیں تم کیسی باتیں کر رہی ہو میں کون ہوتی ہوں انھیں معاف کرنے والی۔۔۔۔۔ان" کی جگہ کوئی بھی ہوتا تو اپنے خون کو ہی آگے رکھتا میں تو ان کی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے کل مجھے بچایا۔ میں بس یہ سوچ کر پریشان تھی کہ پتا نہیں میں ان کی زندگی میں اب کون کون سی مصیبت لانے والی ہوں۔۔۔۔۔۔کیا وہ مجھے اپنی زندگی میں تسلیم کریں گے سنا نہیں تم نے وہ کیا کہہ رہے تھے دوسری شادی کے بارے میں۔۔۔۔۔۔۔شاید وہ کسی کو پسند کرتے ہیں میں ان کی زندگی میں نہیں آنا چاہتی۔۔۔اگر وہ کسی کو پسند کرتے ہیں تو میری طرف سے اجازت "ہے وہ شادی کر کے لے آئیں۔۔۔۔۔

صبح سے شازیب کے ایک دن کمرے سے چلے جانے پر وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ شاید وہ کسی اور کو پسند کرتے ہیں ابھی حرم کے بلانے پر پھٹ پڑی۔۔۔

حرم تو پہلے سے دیکھتی رہی پھر ایک دم کھکھلا کر ہنس پڑی

بھابی آپ بھی نہ واقعی میں بہت معصوم ہو کیا لگتا ہے کہ بھائی اس طرح کے ہوں گے۔۔۔"
ان کی زندگی میں آنے والی پہلی لڑکی ہو۔۔۔۔۔۔
اور جس طرح وہ صالحہ خانم کے سامنے بولے یقین کریں آج تک نہیں بولیں ہوں گے۔۔۔۔ صرف آپ کے لیے
ورنہ وہ آج تک امی جان کی ہر بات پر آنکھیں بند کر کے یقین کرتے آئے ہیں۔۔۔۔
"آپ بس بھائی جان کو دل سے معاف کر دیں۔۔۔۔
حرم کی بات پر علینہ حرم کا چہرہ دیکھتی رہی۔۔۔۔۔وہ جب سے یہاں آئی تھی حرم ہی اس کا حوصلہ بڑھا رہی تھی۔۔۔۔اسے دیکھ کے لگتا ہی نہیں تھا کہ وہ صالحہ خانم کی بیٹی ہے۔۔۔۔
"کیا ہوا بھابی ایسے کیا دیکھ رہی ہیں جا کر بھائی کے لیے تیار ہوں۔۔۔۔۔"
اس کی بات سن کر علینہ جھینپ گئی
"میں ان کے لیے کیسے تیار ہو میرے پاس کچھ ہے ہی نہیں۔۔۔۔۔"
علینہ نے بے بس ہو کر کہا
اس کے بعد سن کر حرم کو واقعی ہی معاملہ سنگین لگا تھا۔۔۔۔اگر علینہ کے پاس کے کپڑے ہی نہ ہوں گے تو وہ کیسے تیار ہو گی۔۔۔

اچانک اس کے ذہن میں ایک آئیڈیا آیا

"بھابی ایک کام کریں میرے پاس ایک نیو ڈریس ہے آپ کا اور میرا ناپ ایک ہے وہ پہن لیں۔۔۔۔۔ میں نے اسے ابھی تک ہاتھ نہیں لگایا۔۔۔۔"

حرم نے چٹکی بجاتے ہوئے مسئلے کا حل نکالا۔۔۔

اس کی بات پر علینہ ایک دم کھکھلا کر ہنس دی۔۔۔

"پاگل ہو پوری میں وہ کیوں پہنوں گی وہ تمہارا سوٹ ہے۔۔۔۔۔ میں ایسے ہی ٹھیک ہوں۔۔۔"

علینہ نے رسانیت سے انکار کیا۔۔۔۔

ایسی بات نہ کریں کیا ہو جاتا ہے آپ کا میرا ایک ہی ہے پہنے اور تیار ہو جائیں میرے بھائی کو خوبصورت بیوی چاہیے۔۔۔۔۔ سمجھ رہی ہیں نہ میں کیا کہہ رہی ہو۔۔۔۔۔

حرم نے آنکھ دباتے ہوئے علینہ کو چھیڑا۔۔۔۔

علینہ اس کی معنی خیز بات پر لال سرخ ہو گئی

بے شرم اور بس یہی بول کر بھاگ گئی۔۔۔۔۔

پیچھے حرم کا زوردار قہقہہ اٹھا تھا۔

صالحہ خانم روبینہ اور شاہینہ سر جوڑ کر تانے بانے بن رہی تھیں۔۔۔۔۔

ان کے دماغ کی کھچڑی تو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔۔۔۔

پتہ نہیں وہ اب علینہ کی زندگی میں کیا گل کھلائیں گی۔۔۔۔

صالحہ خانم خاموشی اوڑھے اپنے کمرے میں تھیں اور صبح سے باہر نہیں نکلی تھیں

انہیں شاہ زیب خان کا انداز بہت کھل رہا تھا

وہ سر جوڑ کر کچھ نہ کچھ پلان کر رہی تھیں۔

انہیں کسی بھی طرح کر کے شاہ زیب خان کو واپس اپنی مٹھی میں لینا تھا

چاہے اس کے لیے انہیں کچھ بھی کرنا پڑتا۔۔۔۔۔۔۔

علینہ جالی دار فراک میں قیامت خیز لگ رہی تھی

اس کا سوگوار حسن اسے اور حسین بنا رہا تھا

اوپر حرم کے کیے گئے میک اپ کے ساتھ اور دلکشی لگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

حرم نے اس کو دیکھا تو کہیں لمحے دیکھتی ہی رہی

ایک دم اس کے منہ سے نکلا

"اووووووو آج تو ہمارے بھائی گئے۔۔۔۔۔۔۔۔"

اس کی بات سن کر علینہ کے سرخ گلاب ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے وہ جو دو آتشہ حسن لیے شاہ زیب خان کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔

"بھابھی ایک بات تو بتائیں۔۔۔۔۔۔۔؟"

حرم نے پر سوز انداز میں کہا

علینہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

کیا ہوا کہیں میں بری تو نہیں لگ رہی۔۔۔۔

اس نے گھبراتے ہوئے کہا

اوہو اس بات کو چھوڑ دیں آپ اتنی حسین لگ رہی ہے کہ اگر میں لڑکا ہوتی تو شاید آپ کو "اغوا کر کے شادی کر چکی ہوتی۔۔۔۔

حرم نے شرارت سے بھرپور لہجے میں کہا۔۔۔

"شریر نہ ہو تو"

علینہ سرخ سے سرخ ہوتی جارہی تھی

"سنے نہ بتائیں آپ کی مما نے آپ کو کیا کھا کر پیدا کیا تھا کہ آپ اتنی خوبصورت ہیں۔۔۔۔۔"

حرم کا لہجہ شرارت سے بھرا پڑا تھا

جیسے وہ آج علینہ کو چھوڑنے کا ارادہ نہ رکھتی ہو۔۔۔

اس کی بات سن کر علینہ نے اسے غصے سے دیکھا کہ جیسے کہہ رہی ہوں کہ بس بھی کرو۔۔۔۔

"اچھا سوری آجائیں ہمارے کمرے میں چلتے ہیں۔۔۔۔"

اس کی بات پر علینہ نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔۔

بھابھی وہ نہ میں دراصل بھائی کو تنگ کرنا چاہتی ہوں انہیں بھی تو پتہ لگے کہ انتظار کرنا کسے کہتے ہیں۔۔۔۔۔ویسے بھی میں نے آپ کی تصویر انھیں چپکے سے سینڈ کر دی ہے اب وہ بے تاب ہوئے آرہے ہیں۔۔۔۔۔

اس کی گلفشانی پر علینہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا

حرم نے اس کا منہ بند کیا اسے کھینچتے ہوئے اپنے کمرے میں لے گئی۔۔۔۔۔۔

شازیب خان صبح سے ڈیرے پر بیٹھا اپنے آپ کو سزا دے رہا تھا۔۔

اچانک اسے اپنے موبائل پر میسج کی ٹون رنگ سنائی دی۔۔۔۔۔

اس نے بے دھیانی سے موبائل کھولا تو وہاں پوری آب و تاب سے علینہ کی تصویر جگمگا رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ کئی لمحے تو اس تصویر کو دیکھتا ہی رہا۔۔۔۔اسے یہ بھی نہ یاد رہا کہ وہ کہاں ہے۔

اچانک اسے ہوش آیا تو دیکھا کہ نیچے حرم کا پیغام

آیا ہوا ہے

جس میں حرم نے اسے شرارت سے جلدی آنے کو کہا تھا اور ایک سرپرائز کا بولا تھا۔۔۔۔

وہ حرم کی شرارت سمجھ چکا تھا۔۔۔اس لیے ایک آسودہ مسکراہٹ لیے حویلی کی جانب روانہ ہو گیا۔۔۔۔شاید خوشیوں نے ابھی تک اس سے رخ نہ موڑا تھا۔۔۔۔وہ اپنے رب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے سب کچھ چھوڑ کر بھاگ نکلا۔۔۔۔۔

آج اس کی محبت اس کے لیے پور پور سجی تھی۔۔۔۔

وہ حویلی پہنچا تو جلدی جلدی اپنے کمرے کی جانب گیا تھا

خالی کمرے کا منہ چڑاتا دیکھ کر اسے غصہ آیا

وہ یہاں علینہ کا تصور کر کے آیا تھا۔۔۔۔

اسے حرم کی شرارت سمجھ آگئی تھی کہ وہ اسے تنگ کر رہی ہے وہ اس کی شرارت پر مسکرایا تھا وہ نیچے حرم کے کمرے میں گیا تھا۔۔

دروازہ کھولا تو دیکھا وہاں علینہ سوئی ہوئی تھی۔۔۔اور واشروم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی یقیناً وہاں حرم ہو گی

وہ بنا آواز کیے علینہ کو باہوں میں اٹھائے اور کمرے میں آگیا۔۔۔

اس کا دل علینہ کو دیکھ دیکھ کر دھڑک رہا تھا

وہ بس علینہ کو اپنی باہوں میں سمونا چاہتا تھا کہ وقت رک جائے اور علینہ ایسے ہیں اس کی باہوں میں رہے اور وہ اس کا سجنا سنورا روپ دیکھتا رہے۔۔۔۔

اس نے علینہ کو بیڈ پر لٹایا اور اس کے قریب لیٹ گیا وہ کئی لمحے علینہ کے چہرے کا طواف کرتا رہا

آخر کار اس کی ہمت نے جواب دے دیا

اور وہ علینہ پر جھک کر اس کے چہرے کا بوسہ لینے لگا۔۔۔۔

اس کی ہر عضو پر پیار بھری شدت بکھیرنے لگا۔۔۔۔

اس کا بس چلے تو شاید ساری عمر اسی طرح پیار کرتا رہے۔۔۔۔۔وہ کبھی اس کی گال پر محبت بکھیرنے لگتا تو کبھی ہونٹوں کو چوم کر اپنی پیاس بجھاتا۔۔۔۔۔

پر پیاس تھی کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔۔

اس کے لمس پر شدت بڑھتی جا رہی تھی۔ کہ ایک دم علینہ کو اپنا سانس بند ہوتا محسوس ہوا۔۔۔۔۔۔

اس نے پٹ سے آنکھیں کھولیں تھیں۔۔۔۔۔

اپنے اتنے قریب شاہزیب خان کو دیکھ کر اس کے سانسیں رک گئیں تھیں

اسے اپنی پوزیشن کا احساس ہوا تو ابھی بھی اس کے ہونٹ شاہزیب خان نے جکڑے ہوئے تھے جنھیں وہ چھوڑنے کا نام نہ لے رہا تھا۔

علینہ ذرا سا کسمکا کر پیچھے ہونے لگی کہ خان نے کروٹ لے کر اسے خود کے نیچے بھینچ لیا۔۔۔۔وہ بس پھڑ پھڑا کر رہ گئی۔۔۔۔۔۔

علینہ کو اس کے شدت بھرے انداز پر خوف محسوس ہوا۔۔۔۔ آخر کار شاہزیب نے اس کی سانسوں کو مہلت دی تھی۔۔۔

علینہ گہری سانسیں بھرتی شاہزیب کی گرم سانسوں کو اپنے گرد محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔

علینہ نے اٹھ کر جانا چاہا پر شاہزیب نے اسے زور سے سینے میں بھینچ کیا کہ اگر وہ اسے چھوڑے گا تو علینہ اس سے دور چلی جائے گی۔۔۔۔۔۔

خاااان۔۔۔۔یہ آپ کیا کر رہے ہیں آپ ٹھیک تو ہیں۔۔۔۔۔

اس نے اپنے کپکپاتے لبوں سے کہا۔۔۔۔۔

خان کی جان ابھی تو ہوش آیا ہے۔۔۔ابھی بس خاموشی سے ان لمحات کو اور حسین"

بنائو۔۔۔۔آج تم نے خود دعوت دی ہے کہ میں تمہارے بدن کو اپنی محبت سے بھر دوں

"گلے شکوے بعد میں کر لینا پوری زندگی پڑی ہے۔۔۔۔۔۔

علینہ اتنی کم عقل نہ تھی کہ اس کے بھکتے لہجے کو محسوس نہ کرتی

اس نے آج تک صرف خان کا ریزرو رویہ ہی دیکھا تھا۔۔۔پر آج وہ اس کے رونگٹے کھڑے کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔

اس کی بات پر علینہ کے چہرے نے لالی چھلکائی تھی

شاہزیب اس رنگین امتیاز کو دیکھتے بے خود ہوا تھا۔۔۔۔۔

خان!۔۔۔۔۔

ابھی وہ بولی ہی تھی کہ شاہزیب نے اس کے لبوں کو پھر سے قید کر لیا۔۔۔۔۔

وہ اس بار بھی کچھ نہ کر سکی۔۔۔

کچھ دیر بعد اس نے اسے آزاد کیا تو بولا

کہا تھا مت بولو جتنا بولو گی اتنی سزا ملے گی۔۔۔۔

اس کی بات پر علینہ خاموشی سے اس کی قربت میں لرزنے لگی

شاہزیب اس کے جسم کی کپکپاہٹ دیکھتے اس کی گردن پر جھکا تھا اور اس کی خوشبو خود میں بسانے لگا۔۔۔۔۔۔

اس کے ہر ایک اگلے قرم پر علینہ تیز سانسیں لینے لگتی وہ اس کی قربت میں مدہوش ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

اس نے خود کو شاہزیب کے حوالے کر دیا۔۔۔۔۔

اس کی خوشنودی حاصل ہونے پر شاہزیب نے اپنے جذبات کا ہر رخ اس پر کھول دیا تھا۔۔۔۔

وہ اس کی قربت میں سارے گم دھلتے محسوس کر رہی تھی۔۔شاہزیب کے شدت بھرے انداز پر وہ کئی بار بوکھلاہٹ کا شکار ہوئی تھی۔۔۔

ساری رات شاہزیب اس کی جسم و روح کو اپنی محبت کی مہر سے مہکاتا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اور وہ خود سپردگی دیئے ہوئے اسے قبول کر رہی تھی۔۔۔۔۔

صبح جب اٹھی تو اس نے اپنے آپ کو شاہزیب خان کی پناہوں میں پایا۔۔۔رات کی کاروائی یاد کر کے اسے شرم محسوس ہو رہی تھی

وہ تو سوچ کر پانی ہو رہی تھی کہ اب وہ کس طرح شاہ زیب خان کا سامنا کرے گی۔

اس رشتے کو وہ ابھی قائم نہیں کرنا چاہتی تھی اس رشتے کو تھوڑا وقت دینے کا فیصلہ کیا تھا پر شاہزیب کی بے خودی نے اسے سب کچھ بھلا دیا۔

وہ ان سوچوں سے جان چھڑاتی ہوئی اٹھی۔۔۔۔۔

آج یا کل اسے اس رشتے کو استوار کرنا ہی تھا تو کیوں نہ وہ اپنے شوہر کی بات مان کر کرتی اس بات نے اسے پر سکون کر دیا تھا۔

وہ اپنا دوپٹہ اٹھا رہی تھی کہ ایک دم اسے شاہ زیب خان نے اپنی باہوں کے حصار میں کھینچا

وہ اس حملے کے لیے تیار نہیں تھی اس لیے دھڑام سے اس کی باہوں میں آ کر گر گئی۔۔۔۔۔

اس ایک دن شرمندگی نے آن گھیرا۔۔۔

وہ شرما شرما کر لال پیلی ہو رہی تھی۔وہ تب سے بے خودی سے شاہ زیب خان کا چہرہ دیکھتے ہوئے سوچوں میں گم تھی اور اسے معلوم بھی نہ ہوا کہ شاہ زیب خان جاگ رہا ہے

"چھوڑی مجھے دیکھیں صبح ہو گئی ہے۔۔۔۔۔"

علینہ نے شاہ زیب خان کا دھیان بھٹکانے کے لئے کہا

میری جان کوئی صبح نہیں ہوئی چپ چاپ ادھر لیٹی رہوں کوئی ضرورت نہیں ہے کہ تم حویلی" "کا کوئی کام کرو۔۔۔۔۔میرا بس چلے تو تمہیں اس بیڈ سے پاؤں بھی نہ اتارنے دوں۔۔۔۔

شاہزیب خان نے خمار آلود لہجے میں کہا۔۔۔

علینہ اس کی بھرتی ہوئی شرارتوں سے تنگ آئی ہوئی تھی۔اور ابھی بھی اسے رات والا موڈ میں آتے دیکھ کر شرم سے دوری ہو گئی۔۔۔

بس کر دیں اگر میں آپ کی بات رات سے مان رہی ہو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ جو تیز رفتاری میں بول رہی تھی ایک دم اس کی زبان لڑکھڑا گئی اور وہ شرم کے مارے چہرہ جھکا گی۔۔۔

شاہزیب خان اس کے چہرے کے حسین رنگوں میں کھو گیا۔۔

شاہزیب خان نے اس کا چہرہ اپنے قریب کرنا چاہا۔۔۔

پر اچانک علینہ نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔۔

علینہ کے اس عمل پر شازیب خان کے چہرے پر غصہ کے اثرات آئے تھے

شاہزیب خان نے علینا کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں دبوچا تھا۔ اور اسے اپنے قریب کرتے ہوئے کہا

تم مجھے جو مرضی آئے کہو پر اگر میرے سے دور جانے کی کوشش بھی کی تو میں تمہارے ہاتھ "

پاؤں توڑ کر اپنے سامنے بٹھا دوں گا."

اس کے بات پر علینہ خوفزدہ نظروں سے دیکھنے لگی۔

علینہ کی خوفزدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے شاہزیب خان کو اپنے رویہ کا احساس ہوا تھا

سوری۔۔۔۔۔میں کیا کروں میں نے تمہیں اتنے دن خود سے دور رکھا ہے کہ اب تمہاری

دوری برداشت نہیں ہوتی۔۔۔۔۔تم مجھے اپنے معاملات میں اسی طرح ہی خود غرض پاؤں

گی۔۔۔۔۔۔میں تمہیں اب سے نہیں کافی لمبے عرصے سے پیار کرتا ہوں۔۔۔۔۔اس لیے

"تم سے اب اور دور جانا برداشت نہیں کر سکتا

اس کے کافی لمبے عرصے والی بات پر علینہ اچھنبے سے اسے دیکھنے لگی

اس سوالیہ نظروں کو دیکھتے ہوئے شاہ زیب خان نے بات کو جاری رکھا۔اب وہ علینہ کو اپنے سینے سے لگا گیا۔اس نے سچ بتانے کا فیصلہ کیا۔۔۔وہ اور علینہ کو خود سے دور نہیں رکھ سکتا تھا

میں نے تمہیں ایک بار کالج سے گھر جاتے ہوئے دیکھا تھا اور تب سے میں تمہاری محبت میں" گرفتار ہو گیا۔میں تم سے سیدھے سیدھے شادی کا خواہش مند تھا شاید تم سے کر بھی لیتا۔۔۔۔پر وہ مزمل خان کے واقعے کے بعد بعد میں دوہری مشکل میں آ چکا تھا۔۔۔تمہارا نکاح جہانزیب سے ہونا طے پایا تھا۔تب جہانزیب کی زندگی میں حرم کہیں بھی نہ تھی۔۔۔اور میں یہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی تم کو خود سے دور نہ کر سکتا تھا اس لئے خود کو سامنے کیا۔۔۔۔۔میں نے تمہارے منہ سے سچ سننا چاہا پر تائی جان کی باتوں پر یقین کر کے تمھیں قصوروار ٹھہرا دیا۔۔۔میری غلطی اتنی ہے کہ میں نے تمہارے سے سچ نہ جانا اور ایک طرف کی بات سن کر یقین کر لیا بنا کسی تفتیش کے۔۔۔۔سچ جاننے کے بعد میں خود سے بھی بہت زیادہ شرمندہ تھا۔شاید میں تمہارے سامنے بھی بتاتا ہوں پر کل حرم کی تمہاری تصویر بھیجنے پر خود سے بے قابو ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں تم سے اپنے کیے کی معافی چاہتا ہوں میں نے تمہارے اوپر بہت سے الزام لگائے جو سچ بھی نہ تھے۔۔۔۔"

شاہزیب خان علینہ کے سامنے نادم سا بول رہا تھا اور اپنے کیے کی معافی مانگنے لگا۔۔۔۔

شاہزیب کی بات پر علینہ کے اندر ایک سکون اترا تھا

وہ اس بات کو سن کر پر سکون تھی کہ اس کی پاکدامنی واضح ہو چکی ہے۔۔۔۔۔اس کے شوہر پر۔۔۔۔

علینہ کو خاموش دیکھ کر شاہ زیب خان سمجھا کہ شاید وہ ابھی بھی اس سے ناراض ہے

پلیز علینہ مجھے معاف کر دو میں آئندہ کبھی بھی اس طرح کا رویہ نہیں رکھوں گا۔۔۔۔میں نے اپنی محبت کو اپنی تائی جان کی محبت پر قربان کر دیا اور ان کی بات پر یقین کر کے تمہیں سزا دی میں نے یہ بھی نہ سوچا کہ شاید انہیں بھی صرف آدھی بات ہی معلوم ہو۔۔۔۔۔

شازیب خان نے اپنے ساتھ ساتھ اپنی جان سے پیاری تائی جان کے بارے میں اس کا دل صاف کرنے کی کوشش کی۔

شاہزیب خان کے جواب میں علینہ نے کہا۔

مجھے آپ سے کوئی گلہ نہیں بلکہ میں تو آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے عزت سے اپنی بیوی تسلیم کیا ورنہ کوئی بھی ابھی اپنے بھائی کے قتل کی وجہ کو عزت نہیں دیتا چاہے اس میں غلطی

کسی کی بھی ہو۔ونی میں آئی ہوئی لڑکی کو کبھی بھی اس طرح کی عزت واحترام کے ساتھ تسلیم نہیں کیا گیا۔وہ لڑکی صرف ظلم وجبر کا شکار رہتی ہے

پر میں تو آپ کی شکر گزار ہوں ہو کہ آپ نے کل مجھے مجھے بچایا عزت دی اپنی بیوی ہونے کا مان دیا آپ مجھ سے معافی مانگتے جب آپ نے میرے ساتھ زیادتی کی ہوتی۔۔۔۔۔ آپ نے تو مجھے میری لٹی ہوئی عزت نفس کو بحال کیا ہے۔میری پاکدامنی آپ کے اوپر واضح ہو گئی اس سے بڑھ کر مجھے کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔ آپ مجھ سے معافی مانگ کر مجھے شرمندہ مت کریں۔"

علینہ بولنے آئی تو بولتے ہی چلی گئی اس کی بات سن کر شاہ زیب خان کو سکون پہنچا تھا۔۔۔ اسے آگے بڑھ کر اپنے سینے سے لگا کر وہ آنکھیں موند گیا۔

علینہ بھی پر سکون سے اس کے سینے پر سر رکھ کر سوچ رہی تھی کہ اب اس کی زندگی میں انشاءاللہ سکون ہی سکون ہو گا اور جو کچھ کمی رہ گئی ہے وہ اسے اپنی محبت سے پوری کر دے گی

حرم صبح نیورسٹی جانے کے لئے تیار ہو کر نیچے ناشتہ کرنے آئے تو ٹیبل پر اسد کو پایا

اسد کو اپنے سامنے پا کر اس کا منہ ایک دم کڑوا ہو گیا۔۔۔ جیسے تیسے خود کو سنبھال کر وہ ٹیبل تک آئی۔۔۔اور ناشتہ کرنے لگی۔۔۔

اسد نے اس کی جانب دیکھا تو دیکھتا ہی رہا وہ کالے لباس میں چاند کو مات دے رہی تھی۔

اس کی خوبصورتی کو دیکھتے اسد کا دل بے ایمان ہو رہا تھا۔ آنکھوں میں ایک ہوس ٹپکنے لگی۔۔۔ حرم کو اس کا خود کو گھورتے بہت برا لگ رہا تھا وہ بس جلدی جلدی ناشتہ کر کے یونیورسٹی جانا چاہتی تھی

ابھی وہ کھانا کھا ہی رہی تھی کہ اس دن نے اس کا ہاتھ تھاما اور بولا۔

یار میں بھی تمہارا کزن مجھ سے بھی بات کر لیا کرو۔۔۔۔۔۔

وہ اس کا ہاتھ جھٹکتی کہ اسی وقت جہانزیب آگیا اس نے حرم سے بات کرنی تھی پر حرم ہاتھ ہی نہیں آرہی تھی اس نے سوچا کہ صبح ناشتے کے ٹائم ہی بات کر لے گا۔۔ پر ادھر اسد کو حرم کا ہاتھ تھامے دیکھ کر اس کے غصے کا جغرافیہ بڑھا تھا

حرم نے جہانزیب کو نہیں دیکھا تھا اس لئے اسد کا ہاتھ جھٹک کر بولی۔۔۔

اسد بھائی میں آپ کا احترام صرف امی کی وجہ سے کر رہی ہوں آئندہ آپ نے مجھے ہاتھ لگانے کی کوشش بھی کی تو آپ کے ساتھ بہت برا ہو گا۔۔۔۔۔۔۔

حرم اس کا منہ توڑ جواب دے کر چلی گئی۔۔۔۔۔

جہانزیب کے ساتھ ساتھ اس کی بہادری نے اسد کو بھی حیران کیا تھا وہ جو سمجھ رہا تھا کہ حرم کو اپنے قابو میں کر لے گا ڈرا کر اس کی امیدوں پر پانی پھر گیا تھا اسے اپنے ہاتھ سے یہ سونے کی چڑیا نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔۔۔۔

اچانک اس کی نظر جہانزیب پر پڑی تھی وہ اسے خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

جہانزیب اندر سے خوشی سے ناچ رہا تھا کہ حرم نے اس اسد کا جواب خود دے کر اس کے دل پر ٹھنڈ ڈال دی تھی۔۔۔۔۔۔

وہ اسد کو وہاں اکیلا چھوڑ کر باہر بھاگا تھا کہیں حرم چلی ہی نہ جائے۔۔۔۔۔۔

وہ باہر نکلا تو سامنے حرم اپنا بیگ اٹھائے جانے لگی تھی کہ جہانزیب نے اسے پیچھے سے گلے لگایا حرم اس اچانک آفت پر سہم گئی اسے لگا کہ اسد ہے وہ مڑی اور اچانک اس کا ہاتھ جہانزیب کے منہ پر نشان جما چکا تھا۔۔۔۔۔

پر سامنے جہانزیب کو دیکھ کر اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔۔۔۔۔۔

وہ حیرت زدہ جہانزیب کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

"آپ۔۔۔۔۔۔۔یہاں کیسے مم میر اااامطر۔۔لب وہ میں سمجھی اسد بھائی۔۔۔۔۔۔"

وہ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں بولی۔۔۔۔۔۔

گبھراہٹ میں اس کی زبان تالو سے جا چپکی تھی۔۔۔۔۔۔۔

وہ جہانزیب کو ساکن دیکھ کر اور پریشان ہو گئی۔۔۔۔۔۔

"وہ میں۔۔۔۔معاف۔۔۔۔۔"

ابھی اس کے الفاظ منہ میں ہی تھے کہ جہانزیب نے اسے کھینچ کر اپنے قریب کیا اور اس کے لبوں پر شدت بکھیرنے لگا۔۔۔۔وہ اس کی شدت پر آنکھوں میں آنسو لیے دیکھنے لگی۔۔۔۔وہ صرف اس کی باہوں میں پھڑ پھڑا رہی تھی

جب اسے اپنا سانس بند ہوتا محسوس ہوا اس نے جہانزیب کو دھکا دے کر دور کیا اور گہرے سانس لینے لگی۔۔۔۔۔۔

ابھی اس کا سانس بحال ہوا تھا کہ جہانزیب نے اسے پھر سے قریب کیا اور دوبارہ سے اپنا کام سر انجام دینے لگا جیسے اس سے بھر اس کے لیے کوئی بھی کام نہیں۔۔۔۔۔۔۔

وہ اس پر اپنی وحشیانہ چھاپ چھوڑ کر دور ہوا۔۔۔۔

تو سامنے حرم کو بے حال پایا۔۔۔۔وہ اپنے آپ کو سنبھالنے کے چکر میں اس کے سینے سے سر ٹکا گئی اور گہرے گہرے سانس لینے لگی۔۔۔۔

آج جہانزیب نے اسے مارنے میں کوئی قصر نہ چھوڑی تھی وہ ہوش میں آئی تو شرم سے لال پیلی ہوتی اس سے دور ہونے لگی اسے لگا تھا یہ سب بھی اس کو سزا دینے کے لیا کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ جانے لگی اس کی اور ہمت نہ تھی کہ اس کا سامنا کرتی۔۔۔۔اچانک جہانزیب نے اسے پکڑا اور بولا

"پوچھو گی نہیں کہ میں نے بدلے میں تھپڑ کی جگہ پیار کیوں کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

اس کی بات سن کر حرم کو غصہ آیا تھا کہ اگر ایسا۔ہی پیار ہے اس کا تو وہ ساری عمر اس سے دور ہی رہے پھر اپنی ہی سوچ پر گڑبڑا کر اسے دیکھنے لگی

مائے لیڈی یہ پیار جیسا بھی ہے اب اسے بھگتنا بھی آپ نے ہے میرا دل اب میرے قابو میں" نہیں اسے صرف حرم چاہیے اب وہ ضدی بچے کی طرح حرم حرم کی پکار کرتا

ہے۔۔۔۔۔اور میری جان ایسے ہی تھپڑ مارنا جب کوئی تمہیں میرے علاوہ ہاتھ بھی لگائے۔۔۔۔۔تمہارے پر صرف میرا حق ہے اور جو ہاتھ لگائے اسے میں خود نمٹ لوں گا۔۔۔۔۔۔۔۔"

وہ حرم کو حیران چھوڑے اس کو مارنے پر تلا تھا

حرم کے کیے یہ باتیں کسی طور یقین کے قابل نہیں تھیں وہ حیرت سے گنگ بس یک ٹک جہانزیب کو دیکھ رہی تھی کہ وہ ابھی بولے گا کہ میں مزاق کر رہا تھا۔۔۔۔

مائے لیڈی اس میں حیران ہونے کی کوئی بھی بات نہیں میں تمہارا ہوں مجھے جی بھر کر" دیکھو۔۔۔۔۔اجازت ہے۔۔۔۔۔۔ویسے بھی تیار ہو جائو رخصتی کے لیے اب میرا اکیلے "سوتے دل نہیں لگتا۔۔۔۔۔۔

جہانزیب بے باکی سے بولتا اس کے چھکے چھڑا گیا

"کیا خیال مائے لیڈی تیار ہو نہ میری قربت میں بھکنے کے لیے۔۔۔۔۔"

وہ بے شرم بنتا اسے تنگ کر رہا تھا

جو بھی ہو میں آپ سے شادی نہیں کروں گی جب دل کیا بے عزت کر دیا اور جب دل کیا" "قریب آ گئے۔۔۔۔میں نے امی جان کو خود ہی منا کر دینا۔۔۔۔۔

وہ بھنا کر بولی۔۔۔۔

جہانزیب اس کی بات دھیان سے سنتا رہا اور ایک دم اس کا بازو مروڑ کر پیچھے لگا لیا خود کہ اور کان میں بولا۔۔۔۔

میری جان شادی کی کیا بات کرتی ہو چاہو تو ابھی کمرے میں لے جا کر کس بل نکال دوں کسی" نے کچھ نہیں کہنا بلکہ شکریہ ادا کریں گے کہ اس گھر میں بھی بچوں کی چھکاریں سنے گیں اس بات کو بھول جائو کہ میرے سے دور جائو گی میں تمہیں اب ایک لمحہ نہ خود سے دور کروں.......اگر تم نے انکار کیا تو سب کے سامنے تمہیں لے جائو گا۔۔۔۔۔

اپنے چھوٹے زہن پر زور نہ ڈالو اور جائو یونیورسٹی

ایک ہفتہ تک میرے کمرے میں آجاؤ گی بس اس کے بارے میں سوچو مجھے کیسے خوش کرنا ہے۔۔۔۔۔۔"

جہانزیب اس کے کان کی لو چومتے ہوئے اسے پانی پانی کر رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ اس کے آزاد کرنے پر بولی

میں بولا میں نہیں آؤں گی اور ویسے بھی مجھے وقت چاہیے۔۔۔۔۔

اچانک جہانزیب نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

لگتا ہے سارا رومینس آج ہی کر لینا میری جان نے

"کچھ فرسٹ نائٹ کے لیے بھی چھوڑ دو۔۔۔۔۔۔۔

وہ اس کی بات پر بے بس ہوتے اسے ڈھکا دیتے گاڑی میں بیٹھ کر چلی گئی پر اس نے وعدہ کیا تھا اسے اب وہ اسی طرح تنگ کرے گی جیسے اس نے کیا تھا۔۔۔۔اس کا خود سے پکا عہد تھا۔۔۔۔۔۔

پیچھے جہانزیب پر سکون سانس کھینچتا اندر چلا گیا آج جو بھی ہوا اس نے اپنے دل کی بات سن کر اس پر عمل کیا تھا اور آج اسے جو سکون ملا اسے سمجھ آگئی کہ اسے اسی کی تلاش تھی اسے یقین تھا وہ اپنی لیڈی کو بھی منا کے گا آخر اس نے اس کا دل بھی تو بہت دکھایا تھا وہ اندر بھر گیا اسد کی ٹھکائی کرنے اس کی ہمت کیسے ہوئی میری لیڈی کو ہاتھ لگانے کی۔۔۔۔ جہانزیب اندر داخل ہوا تو اسد کو ٹی وی دیکھتے پایا۔۔۔۔۔یہاں صرف ملازم ہی جلدی اٹھتے تھے باقی گھر والے مرضی کے ساتھ سب کا علیحدہ علیحدہ وقت ہوتا تھا۔۔۔۔۔۔حسنات صاحب کو صبح ناشتہ کروا کر مریم خاتون واپس سو گئی تھیں ان کی طبیعت کچھ خراب تھی۔ جہانزیب نے اس کا گریبان پکڑا اور اسے اپنے سامنے کرتے اس کے منہ پر ایک زوردار طمانچے سے استقبال کیا۔۔۔۔۔اسد حملے کے لیے تیار نہ تھا۔۔۔۔وہ حیران و پریشان کھڑا اس کارروائی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

جب اسے ہوش آیا اس نے واپس جہانزیب کو مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا کہ اسی وقت جہانزیب نے اس کا ہاتھ روکا تھا اور بولا

"میرے بھائی یہ غلطی نہ کرنا اس غلطی کی سزا تمہیں بہت مہنگی پڑے گی اس لیے سوچ سمجھ کر کرنا کچھ ابھی تم نے جو حرکت حرم کے ساتھ کی ہے وہ میں گھر والوں کو بتا دوں تو تم کو دھکے دے کر یہاں سے نکالیں۔۔۔۔۔۔یہ تو میرا بس چھوٹا سا ایک بدلا تھا۔۔۔ورنہ آج کے بعد تم مجھے حرم کے قریب بھی نظر آئے تو تمہیں منہ دیکھانے کے قابل نہیں چھوڑوں گا۔۔۔لگی سمجھ۔۔۔۔۔۔"

جانزیب نے اسے وارن کرتے کہا۔۔۔۔۔۔

جہانزیب کی اس بات پر اسد کو شرمندگی محسوس ہوئی۔۔۔۔اور وہ غصے کی آگ میں جلنے لگا اس نے دل میں سوچا کہ جس حرم کے لیے تم اتنا اچھل رہے ہو اسے ہی تمہارے قابل نہ چھوڑوں گا۔۔۔۔اسد نے خود سے عہد کرتے ہوئے کہا اور اندر چل دیا وہ واقعی اس سے پنگا نہ لے سکتا تھا کیونکہ ابھی اسے یہاں بہت سے کام تھے اور وہ کام کیے بغیر نہیں جا سکتا پر اس نے اس بے عزتی کے بدلہ لینے کا فیصلہ کر لیا وہ تو ویسے بھی حرم کو قابو میں کرنا چاہتا تھا اب تو وہ اس کی ضد بن گئی تھی۔۔۔۔۔۔

شاہزیب ابھی سویا ہوا تھا علینہ شاہزیب کو سوتا دیکھ کر نیچے کھانا بنانے چلی گئی۔

اس نے آج خاص طور پر شاہزیب کے لیے کھانا بنانے کا سوچا وہ اسے سرپرائز دینے کا ارادہ رکھتی تھی۔

پر اسے نہیں معلوم تھا کہ اس کی خوشیوں کو گرہن لگنے والا ہے وہ چہرے پر شرمیلی سی مسکراہٹ لیے کھانا بنانے لگی

کچھ وقت گزرا تو اسے کچن میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا

اس نے مڑ کر دیکھا تو روبینہ کو سامنے تکتے پایا۔۔۔

اسے لگا کوئی کام ہو گا وہ بولی۔۔۔۔

جی کوئی کام تھا مجھے بتائیں میں کر دیتی ہوں۔۔۔۔۔۔

اس نے خالص پن سے کہا

پر روبینہ ابھی بھی اسے گھورتی جا رہی تھی۔

روبینہ اس کے قریب آئی اور اس کے بالوں سے پکڑ کر اسے سامنے کیا اور پھنکار کر بولی۔۔۔۔۔

تم جیسی پینڈو میں اس شاہزیب نے کیا دیکھ لیا جو تمہارے نکھرے اٹھاتا سکون نہیں لیتا۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک بات یاد رکھنا جو بھی ہو اس کی شادی مجھ سے ہی ہو گی تم جیسی بد کردار سے وہ بس دل بھر رہا ہے۔۔۔۔۔ تم تو طوائف سے بھی آگے نکل گئی روزانہ کسی نہ کسی کا شکار کر لیتی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابھی اس کے الفاظ منہ میں تھے کہ علینہ نے اس کا منہ دبوچ لیا اور اسے دور دکھا دیتے ہوئی بولی۔۔۔۔۔

مجھے بد کردار بولنے سے پہلے خود کو دیکھو اور سوچو تم میں ایسا کیا ہے جو تمہیں شاہزیب کے پاس بھی بھٹکنے نہیں دے رہا آج کے بعد مجھے تم نے اس لہجے میں بولا تو منہ توڑ کہ ہاتھ میں دے دوں گی۔۔۔۔۔۔ میں تمہیں بتا دوں کہ میں سردار کی بیوی ہوں لگی سمجھ۔۔۔۔۔۔

روبینہ اس کی بات سن کر غصہ سے آگ بگولا ہو گئی اور بولی

تمہیں تو میں اس گھر سے نکلوا کر رہوں گی دیکھتی جائو۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے زہر اگلتے ہی اونچی اونچی آوازیں دینا شروع کر دیں۔۔۔۔۔۔۔

آنٹی زرا جلدی یہاں آئیں یہ لڑکی آپ سب کو گھر سے نکالنے کے ارادے رکھتی ہے۔۔۔۔۔۔وہ زور و شور سے آوازیں دے رہی تھی۔

علینہ حواس باختگی سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔

وہ حیران تھی کہ یہ اسے کیا ہو گیا

آج اس نے جو بھی بولا وہ شاہزیب کے دیے ہوئے مان سے کہا پر اسے اب گھبراہٹ ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔

صالحہ خانم جو اپنے پلین کے مطابق کیچن کے باہر اپنی باری کا انتظار کر رہی تھیں اندر آئیں

اور علینہ کو بالوں سے کھینچ باہر دھکا دے دیا

اور شاہزیب کو آواز دینے لگی۔۔۔۔۔۔۔

شاہزیب جو آواز سن کر نیچے آ رہا تھا علینہ کو زمین پر گرے دیکھ کر پریشان ہوتا اس کی جانب بھاگا تھا۔۔۔۔اور اسے اٹھا کر کھڑا کیا۔۔۔۔۔

"تائی جان کیا میں جان سکتا اس کے ساتھ ناروا رویہ کس خوشی میں رکھا جا رہا ہے۔۔۔۔۔"

شاہزیب نے طنزیہ نظروں سے صالحہ خانم کو دیکھا۔۔۔۔۔۔

مجھ سے کیا پوچھ رہے ہو اپنی بیوی سے پوچھو جو مجھے اور باقیوں کو اس گھر سے نکال کر اس پر قابو کرنا چاہتی ہے میں پہلے بولا تھا اس گند کی پوٹلی کو مزید میں نہیں برداشت کر رہی۔۔۔۔۔۔۔"

"کیا ہوا ہے آپ مجھے بتائیں بھی۔۔۔۔۔۔۔"

شاہزیب نے ان کی باتوں پر الجھ کر پہلے صالحہ خانم کی جانب دیکھا اور پھر علینہ کو دیکھتے کہا۔۔۔۔۔۔

مجھ سے مت پوچھو پھر کہو گے میرا ذاتی معاملہ اس گند کی پوٹلی سے کہو کہ اس نے روبینہ کو کہا کہ وہ اس گھر کی ملکن ہے اور کسی کی ہمت نہیں اسے کچھ کہے۔۔۔۔۔۔۔۔

صالحہ خانم نے جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔

شاہزیب بے یقینی سے علینہ کو دیکھنے لگا وہ مان ہی نہیں سکتا علینہ ایسا بول سکتی ہے۔۔۔۔۔۔آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔۔۔

شاہزیب نے علینہ کا ساتھ دیتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔

صالحہ خانم اس کے اس قدر پر یقین لہجے پر ڈگمگا گئی اور بولی۔۔۔۔۔

ہاں تمہیں اسی بد چلن پر یقین ہے اس نے روبینہ پر ہاتھ اٹھایا اور اسے ذلیل کیا یہ صرف یہاں پیسے کے لالچ میں آئی ہے۔۔۔۔۔۔

علینہ ان کی بات پر رو دی اور بولی

یہ جھوٹ ہے سائیں۔۔۔۔۔ایسا کچھ نہیں۔۔۔۔۔

علینہ کا لہجہ ٹرپ لیے ہوا تھا

وہ صرف شاہزیب خان کا یقین چاہتی تھی۔۔۔۔۔

صالحہ خانم اس کی جانب بڑھی اور بولی

مجھے جھوٹا بولتی ہے کم زات بول اٹھایا ہاتھ کہ نہیں روبینہ پر۔۔۔۔۔

وہ جی پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کے ہاں سننے پر ایک دم صالحہ خانم کا ہاتھ اس پر اٹھا تھا وہ اسے اور بولنے نہ دینا چاہتی تھیں کہ کہیں ان کا جھوٹ نہ سامنے آجائے

اور ان کا بنا بنایا کھیل بگڑ جائے۔۔۔۔۔۔

ایک منٹ۔۔۔۔۔رکیں تائی جان۔۔۔۔

حویلی میں شاہزیب خان کی گونج دار آواز آئی۔۔۔۔

تائی جان اگر اس نے روبینہ پر ہاتھ اٹھایا بھی ہے تو مجھے خوشی ہے کل اس نے مارا تھا آج اس نے مار دیا۔۔۔۔۔کیا کل آپ نے روبینہ کو بھی گھر سے نکالنے کی بات کہی تھی باقی رہی دوسری بات مجھے یقین ہے علینہ ایسا نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔۔۔

شاہزیب نے بول کر علینہ کو اٹھایا اور خود سے لگا لیا

گھر کے مرد خاموشی سے کھڑے تھے کہ یہ تماشا ختم ہو اور وہ جائیں۔۔۔۔۔۔

کسی نے بھی صالحہ خانم کو روکنے کی کوشش نہ کی تھی۔۔۔۔

وہ علینہ کو لے کر جانے لگا اسے بہت کچھ سمجھ آ گیا تھا کہ یہ سب جھوٹ ہے وہ صالحہ خانم کے اس قدر صحیح بات پر چپ ہو گیا کہ انہیں اس سب کا کیسے یہ تو اس کے ساتھ آئی تھیں اور انھیں سارے جملے بھی یاد کہیں نہ کہیں کچھ جھول تھا وہ جانتا تھا کہ علینہ کو صالحہ خانم پسند نہیں کرتیں اور وہ اس کو نکالنے کا کوئی بھی طریقہ اپنا سکتیں ہیں۔۔۔۔۔

اپنا کام بگڑتا دیکھ صالحہ خانم نے پینترا بدلہ

"رک جائو شاہزیب آج فیصلہ کرتے جائو۔۔۔۔۔۔۔"

صالحہ خانم کی بات سن کر اس کے قدم رکے اور

اس نے انہیں دیکھا۔۔۔۔۔

میں اس حویلی میں اسے برداشت نہیں کر سکتی

شاہزیب اسے نکالو گھر سے اس گھر میں یا تو میں رہوں گی یا یہ لڑکی۔۔۔۔۔۔۔بس آج تم فیصلہ کرو گے۔۔۔۔۔۔"

صالحہ خانم نے دو ٹوک لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

اب میں اور اس گند کی پوٹلی کو گھر میں نہیں رکھ سکتی۔۔۔۔۔اور حسن صاحب آپ سمجھا دیں سب کو اس گھر میں میرے بیٹے کے قاتل کی کوئی جگہ نہیں۔۔۔۔۔۔"

صالحہ خانم کی بات پر حسن صاحب کا سر خود بخود مثبت میں ہل گیا۔۔۔۔۔۔

تائی جان یہ آپ کیا بول رہی ہیں میں نے ہزار بار کہا ہے کہ یہ لڑکی میری بیوی ہے اور اس کا کوئی قصور نہیں آپ اپنے بیٹے کے کرتوت بھی اچھے سے جانتی ہیں۔۔۔۔۔پھر بھی اس کو قصوروار ٹھہرا رہی ہیں۔۔۔۔۔"

ٹھیک ہے ہو گیا فیصلہ میں اس گھر میں نہیں رہوں گی۔۔۔۔۔اگر میرا بیٹا زندہ ہوتا تو مجھے اس طرح زلیل کر کے نہ نکالا جاتا اس کل کی آئی لڑکی کی وجہ سے میری حکم کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے۔۔۔۔۔

"یا تو تم اسے نکال کر روبینہ سے نکاح کرو گے یا میں اس گھر سے جاؤ گیں۔۔۔۔۔

صالحہ خانم نے اکڑ کر کہا

ان کی بات پر سب تڑپ اٹھے تھے

تائی جان آپ اس گھر سے نہیں جائیں گی جیسے آپ کہیں گی ویسے ہو گا۔۔۔۔۔۔۔

شاہزیب کے بات نے علینہ اور مریم خاتون کے سر پر پہاڑ توڑا تھا

علینہ کو جیسے یقین تھا کہ وہ اسے نہیں جانے دے گا پر اس کی بات نے اس کا غرور مٹی میں رولا تھا

ابھی رات ہی تو وہ اس سے قسمیں وعدے نبھا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

شاہزیب نے معاملہ کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے کہا اس کا دماغ تانے بانے بن رہا تھا وہ اس کھیل کا ماہر تھا اب بس یہ دیکھنا تھا کہ وہ کرتا کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

صالحہ خانم اس کے اتنی جلدی مان جانے پر حیران ہوئیں انہیں شک ہوا تھا پر پھر اپنی جیت سے سرشار ہوتے وہ اس بات کوں نظر انداز کر گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور تم۔ابھی اس لڑکی کو طلاق دو گے۔۔۔۔۔۔۔

انہوں نے علینہ کو طنزیہ دیکھتے کہا کہ جیسے کہ رہیں ہوں اس حویلی کے مکینوں پر صرف میری چلتی ہے۔

تائی جان جیسا آپ کہیں میں علینہ کو کل نکاح کے بعد طلاق دے دوں گا۔۔۔۔۔۔۔

اس کی بات نے جہاں خوشی سے بوکھلا دیا تھا وہی علینہ ڈگمگا کر رہ گئی شاہزیب نے اسے بڑھ کر پکڑنا چاہا پر وہ اس کا ہاتھ جھٹک گئی۔۔۔۔۔۔

روبینہ اپنی جیت پر خوشی سے کھل اٹھی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔اب یہ وقت بتائے گا کس کی جیت ہوتی ہے۔۔۔۔۔

علینہ بھاگ کر کمرے میں چلی گئی شاہزیب پیچھے جانے لگا پر وہ ابھی کچھ اور کرنا چاہتا تھا اسے کچھ بھی کر کے کام نہیں بگاڑنا تھا۔۔۔۔۔۔

صالحہ خانم اور روبینہ کمرے میں چلی گئی جہاں شہینہ بیگم بے صبری سے انتظار کر رہیں تھیں۔۔۔۔۔

شاہزیب انہیں کھ کر باہر باغ میں سیر کے لیے نکل گیا انھوں نے شکر ادا کیا چلو اس کلموہی کے پاس جا کر کہیں بہک نہ جائے اس سے اچھا باہر ہی رہے۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اپنے کمرے میں گئی انہوں نے اپنی کہانی شاہینہ بیگم کو بھی سنانی تھی

شاہزیب ان کے کمرے میں جانے کا انتظار کرنے لگا جب وہ گئیں تو وہ دبے پاؤں ان کے کمرے کے باہر گیا اور سننے لگا پر دروازے کے باہر آواز نہ آئی اچانک اسے خیال آیا اور وہ باہر

باغ میں کھلنے والی کھڑکی میں گیا اور وہاں شومئی قسمت کھڑکی کھلی ہوئی تھی وہ وہاں ان کی گل افشانیاں سننے لگا۔۔۔۔۔۔

وہاں وہ شاہینہ بیگم کو مرچ مصالحہ لگا کر بتا رہی تھیں صالحہ خانم کی واقعی قسمت خراب تھی انہوں نے وہاں اپنی ذہنیت اور اپنے پلان کا ہر رخ کھول دیا تھا انہیں جیت کی خوشی لے ڈوبی تھی۔۔۔۔۔۔۔

شاہزیب خان تو جیسے ساکن ان کی باتیں سن رہا تھا وہ جو اپنی تائی کو معصوم سمجھتا تھا آج ان کا لالچ دیکھ کر اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور اسے شرمندگی بھی ہوئی کہ اپنی ماں کو چھوڑ کر وہ اپنی تائی کی بات مانتے آئے اور ان۔کی ماں کو بہت کچھ سہنا پڑا اگر وہ ان کے ساتھ ہوتے تو شاید انہیں اتنا سب نہ سہنا پڑتا۔۔۔۔۔

اس نے اب ان کو انہیں کے کھیل میں مات دے گا بس اسے کل کا انتظار تھا۔۔۔۔۔۔۔

اس کے قدم اب اپنے کمرے کی جانب تھے اسے اب علینہ کو سمجھانا تھا۔۔۔۔۔

شاہزیب کمرے میں داخل ہوا تو سامنے علینہ کو گھٹنوں میں سر دیے روتے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔

"علینہ میری بات سنو میری جان۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

شاہزیب کا لہجہ نرمی لیے ہوئے تھا

پر علینہ اس کی آواز سن کر ایک دم پاگل ہو گئی اور اس کی جانب بڑھنے لگی

علینہ نے اس کے پاس جاتے اس کا گریبان پکڑا اور اسے جھنجھوڑنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔

"مجھے بتائیں میرا قصور کیا ہے آپ بھی جانتے کہ میں ایسی نہیں اور آپ کی وہ مکار تائی نے مجھ پر اتنے جھوٹے الزامات لگائے اور انھیں چھوڑیں آپ کو میں کبھی معاف نہیں کرو گی۔۔۔۔۔۔۔میں اب آپ سے کل ہی طلاق لے کر اپنے باپ کے پاس چلی جائو گی وہاں مجھے سچا پیار تو ملے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

شاہزیب اس کی بات پر تڑپ اٹھا اور اسے اپنی باہوں میں بھینچتا بولا۔۔۔۔۔۔۔۔

"میری جان میری بات تو سنو میں تمہیں کہیں نہیں جانے دوں گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایسا سوچنا بھی نہ"

علینہ اس کی گرفت سے نکلی اور بولی

"کیوں اب آپ مجھے دنیا سے چھپا کر اپنی حوس کی تسکین چاہتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔کیونکہ چھوڑ تو آپ نے دیناہی ہے پھر مجھے استعمال کرنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔۔۔۔"

شاہزیب اس کے الفاظ سن کر غائب دماغی سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔۔۔

علینہ خاموش۔۔۔۔۔۔اب مجھے تمہارے منہ سے ایک لفظ نہ سنائی دے۔۔۔۔۔۔کاش تم میری بات سن لیتیں تو اس طرح کا گند اپنے زہن میں نہ ڈالتی۔۔۔۔۔۔۔

اب کل ہی اس کا بھی فیصلہ ہو گا کہ کون کیا کرتا ہے میں اب تمہارے قریب بھی نہیں آؤں گا۔۔۔۔۔۔۔۔اود کل تم واقعی پچھتاوے کی آگ میں جلو گی۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہزیب اسے چھوڑ کر کمرے سے نکل گیا وہ علینہ کو روتے دیکھ کر پگھلنا نہیں چاہتا تھا

علینہ کو اپنے الفاظ کا احساس ہوا تو شرمندگی کے مارے چیخیں مارتے رونے لگی۔۔۔۔۔۔باہر جاتے شاہزیب نے اس کے رونے کی آواز سن کر آنکھیں بھینچ لیں اور کان بند کرتا حویلی سے نکل گیا۔۔۔۔

علینہ اپنے کیے پر پچھتاتے رہی تھی۔۔۔۔۔

پر وہ کیا کرتی یہ سب کچھ سن کر اس کے عصاب جواب دے چکے تھے۔۔۔وہ تڑپ اٹھی تھی خان کو کبھی بھی کسی دوسری عورت کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔۔۔۔

کمرے میں اب صرف سسکاریوں کی آواز تھی

گھر آتے ہی جب حرم کے سر پہاڑ توٹ گیا تو وہ غصے سے پاگل ہو گئ۔۔۔۔۔۔

اسے شاہزیب خان پر بہت غصہ آرہا تھا جو بھی تھا وہ کسی بھی لڑکی کے ساتھ اس طرح نہیں کر سکتا۔۔۔۔ اسے اپنی ماں پر بھی افسوس ہو رہا تھا جو کسی دوسری لڑکی کی زندگی برباد کرنے پر تلی ہوئی تھی۔۔۔۔

اس نے سوچا تھا کہ اگر شاہزیب خان نے اس فتنی روبینہ سے شادی کی تو ساری زندگی اس سے بات نہ کرے گی۔۔۔۔۔

وہ انہی سوچوں میں گم تھی کہ جہانزیب نے ایک دم اسے اپنے حصار میں لیا۔۔۔۔

وہ جو اپنے کمرے میں ٹہل رہی تھی ایک دم کسی کے بازو کو اپنی کمر پر پا کر چیخ اٹھی۔۔۔۔

جہانزیب نے اس کی چیخ کو اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر بیچ میں ہی دبا دیا اور اس کے کان میں سرگوشی کی

یار مائے لیڈی کیا ہو گیا آپ کا شوہر ہوں میں۔۔۔۔۔۔ کچھ سوچیں کہ آپ کو کوئی میرے "علاوہ ہاتھ لگا سکتا ہے۔۔۔۔۔"

حرم اس کے حصار سے نکلی اور اسے غصے سے دیکھنے لگی حرم نے اپنا غصہ بہت مشکل سے کنٹرول کیا۔۔۔۔۔۔

پر جہانزیب کے اس کو پھر قریب کرنے پر وہ جھنجھلا کر دور ہوئی۔۔۔۔۔۔

آپ کے ساتھ مسئلہ کیا ہے کیوں بار بار میرے قریب آجاتے ہیں ایک بار سنائی نہیں دیتا" مجھے آپ سے کوئی لینا دینا نہیں۔۔۔۔۔۔ویسے آپ کو یہ کون سی محبت جاگ رہی ہے پہلے تو کبھی نہیں جاگی تھی۔۔۔۔۔۔۔"

وہ اپنا ضبط کھو کر بولی

"حرم میری جان تم کیا بات کر رہی ہو یہ کس طرح کا لہجہ ہے۔۔۔۔۔۔"

جانزیب کو حرم کے لہجے پر غصہ تو آیا تھا پر وہ سمجھ چکا تھا کہ وہ پریشان ہے اس لیے اپنا غبار اس پر نکال رہی ہے ورنہ کبھی بھی حرم نے یہ لہجہ نہ رکھا تھا۔۔۔۔۔۔

کوئی نہیں ہوں میں آپ کی جان میں اس طرح ہی بولتی ہوں اگر آپ کو مجھ سے بات کرنی ہے تو کریں نہیں تو باہر جائیں۔۔۔۔۔۔ویسے بھی مجھ میں اتنی ہمت نہیں۔۔۔۔۔اچھا ہو گا آپ چلے جائیں۔۔۔۔"

حرم نے اسے باہر جانے کا اشارہ کیا۔۔۔۔۔۔

جہانزیب اس کی اس قدر بدتمیزی پر اسے بازو سے دبوچا۔۔۔۔۔۔

تمہیں معلوم بھی ہے کہ تم کس طرح بات کر رہی ہوں تمہارے سامنے کوئی اور نہیں میں" ہوں۔۔۔ لگی سمجھ آج کے بعد مجھے اس طرح سے بات کی تو میں زبان کاٹ کر تمہارے ہاتھ "میں دے دوں گا۔۔۔۔۔

اس کے زور سے بازو پکڑنے پر حرم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے وہ اس کی بات پر چیخ کر بولی۔۔۔۔

آپ دونوں بھائیوں کا کام ہی یہی ہے۔۔۔ جب دل کیا "

استعمال کر لیا اور جب دل کیا دھتکار کر رکھ دیا۔۔۔۔ آخر مرد ہونا عورت کو پاؤں کی جوتی سمجھو گے۔۔

پر میں علینہ بھابی نہیں ہو جو دوسری عورت برداشت کر لے میں حرم ہو حرم اور میں آپ سے دب کر نہیں رہوں گی۔۔۔۔۔۔۔۔ اتنا شوہر بولا جا رہا ہے تو پہلے کیوں نہ شوہر یاد آیا۔۔۔۔۔ پہلے تو آپ مجھے ذلیل کر کے رکھ دیتے تھے اب کون سی کایا پلٹ چکی ہے جو آپ کا "لہجہ ہی بدل گیا۔۔۔۔۔۔ دونوں بھائی ایک جیسے۔۔۔۔۔

حرم شاہ زیب خان کا غصہ جہانزیب پر اتارا اس کے منہ میں جو بھی آیا اول فول بکنے لگی۔۔۔۔۔۔

اسے یہ بھی نہیں یاد رہا کہ وہ جس کے بارے میں بول رہی ہے وہ اس کا عزیز جان بھائی ہے اور کیا کرتی غصے کو صحیح حرام کہا گیا ہے۔۔۔۔۔

ایک علینہ کا رونا دوسرا شاہزیب خان کا صبح سے گھر سے باہر رہنا اور اب جہانزیب کے قریب آنے پر اس کی ہمت جواب دے چکی تھی۔۔۔۔۔

اس یقین نہیں آرہا تھا کہ شاہ زیب بھائی علینہ کے ساتھ ایسا کر سکتے ہیں وہ تو سمجھی تھی کہ شاید اب وہ اس رشتے کو آگے لے کر چلیں گے پر روبینہ کے ساتھ شادی کر لیں گے یہ علم نہ تھا۔۔۔۔۔۔

حرم کی بات پر جہانزیب کا ہاتھ اٹھا تھا۔۔۔۔ جسے اس نے راستے میں ہی ضبط کر لیا۔۔۔۔۔۔

حرم مجھے جو بولنا ہے بولو اور میرے بھائی کے بارے میں ایسا مت بولنا کیا خرابی دیکھی ہے تم" نے میرے بھائی میں دوسری عورت کون سی۔۔۔۔۔ بھائی علینہ کے ساتھ خوش ہیں اور کل " انہوں نے خود اپنی بیوی مانا ہے

یہ جا کر اپنے بھائی سے پوچھیں کہ جسے کل بیوی مان کر لے کر گئے تھے اس کی حفاظت کیوں" "نہ کر سکے اور کیوں روبینہ سے شادی کر رہے ہیں۔۔۔۔۔

حرم کی بات پر جہانزیب شاک ہوا تھا

"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا بھائی ایسا نہیں کر سکتے میں ابھی بھائی سے بات کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔"

جہانزیب کی بات پر حرم کے چہرے پر ایک تمسخر بھری مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔۔۔

" اور تم تمہیں تو میں خود نمٹ لوں گا"

حرم اس کی بات پر مسکرائی تھی۔۔۔۔۔۔اب جو بھی ہو پر جہانزیب اس شادی کو روکنے کی بھرپور کوشش کرے گا۔۔۔۔اور حرم بھی یہی چاہتی تھی اس لئے اسے غصہ دلایا۔۔۔۔۔

اب بس وہ اس شادی کے نہ ہونے کی دعا ہی کر سکتی تھی۔۔۔۔۔

وہ باہر جانے لگی ابھی کہ جہانزیب نے اسے پکڑ کر خود سے قریب کیا کیا اور اس کے چہرے پر جھک گیا۔۔۔۔۔اور اس کے چہرے کو دیوانہ وار اپنی سانسوں کی مہک سے مہکانے لگا۔۔۔۔۔۔

حرم جو باہر جانے لگی تھی اس آفت پر سہم گئی جو بھی ہو اسے جہانزیب سے خوف آتا تھا۔۔۔۔۔

جہانزیب اپنے عمل سے فارغ ہوا تو حرم کی پھولی سانسیں لیتے چہرے کو تھوڑی سے پکڑ کر قریب کیا اور اسے دیکھنے لگا وہ اس کے شربتی لبوں پر اپنی چھاپ دیکھ رہا تھا جو سرخ ہو گئے تھے۔۔۔۔۔

میری جان آج کے بعد مجھے بھڑکانے کے علاوہ مجھ کو اصل بات بتادیا کرو اگر تمہیں لگتا ہے"
کہ مجھے بھڑکا کر تم کوئی کام کرسکتی ہو تو تمہاری بھول ہے تمہارے ساتھ مجھے بھی یہ سن
کر بہت برا لگا ہے اور میں پوری کوشش کروں گا شادی کو روکنے کی۔۔۔۔۔۔پر اس چھوٹے
"سے ذہن پر زور نہ ڈالا کرو ورنہ میں اس سے بھی بڑھ کر سزا دوں گا۔۔۔۔۔

جہانزیب نے اس کی گردن پر جھکتے ہوئے کہا

حرم اپنی گردن پر جہانزیب کے لمس کو پا کر لرز اٹھی۔۔۔۔۔۔جہانزیب کے انگلیاں حرم کی
گردن پر طواف کررہی تھیں۔۔۔۔۔۔وہ انگلیوں کی گرمائش پر تڑپ اٹھی۔۔۔۔۔

اس نے دور ہونا چاہا جہانزیب نے اسے اور بھینچ کر سینے سے لگا لیا۔۔۔۔۔۔۔حرم اپنی بے
وقوفی پہ شرم سے لال ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔

جہانزیب دیوار کے ساتھ لگا کر اس کے ہاتھ اوپر کر لگا گیا۔۔اس کے لب حرم کے پور پور کو
مہکا رہے تھے۔۔۔۔۔حرم کی زبان اس کی تلے سے جا لگی تھی۔۔۔۔۔جیسے ہو ہی نہ وہ جھکی
پلکوں کے ساتھ اس کی کاروائی کو برداشت کررہی تھی۔۔۔۔۔

جہانزیب نے اس کی قمیض کندھے سے تھوڑا سا نیچے کی اور وہاں پر لب رکھے حرم کے جسم کا
سارا خون اس کے چہرے پر آ ٹھہرا۔۔۔۔۔۔

ابھی وہ اور گستاخی کرتا حرم رونے کے درپر ہو گئی جہانزیب اسے خود سے دور کرتا باہر نکل گیا ورنہ صبح حرم کوئی اور ہی کہانی لے کر کمرے سے نکلتی اسے اپنے جذبات قابو کرنے تھے۔۔۔۔۔۔اس لیے وہ حرم سے دور ہو گیا۔۔۔۔

پیچھے حرم گہرے گہرے سانس لیتی ہے خود کو نارمل کرنے لگی۔۔۔۔۔

اسے صحیح معنوں میں جہنزیب سے ڈر محسوس ہوا تھا اور وہ اس کی قربت کا احساس کر کے پھر سے جھینپ گئی۔۔۔۔۔

جہانزیب شاہ زیب خان کو ڈیرے پر بھی ڈھونڈنے آیا تھا پر وہ وہاں بھی نہ تھا اس صبح شاہ زیب خان سے بات کرنے کا ارادہ کیا۔۔۔۔۔۔

اگلے دن بھی شاہزیب خان سے دو لمحے کے لیے شکل دکھا کر واپس چلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔

شام کو نکاح کی تقریب رکھی گئی۔۔۔۔۔۔روبینہ جیت کے حصار میں تھی۔۔۔۔وہ خود کو اس شاندار حویلی کی مالکن سمجھ رہی تھی۔۔۔۔۔

اسی دوران نکاح کا وقت بھی آ گیا۔۔۔۔۔۔

شازیب تھوڑی دیر پہلے ہی آ چکا تھا۔۔۔اپنے کمرے میں تیار ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔جیسے اس شادی سے بہت خوش ہو۔۔۔۔۔۔

علینہ اپنے کمرے میں بند ہوئی تھی کل رات سے اس نے نہ کچھ کھایا تھا اور نہ پیا تھا۔۔۔وہ خان کو تیار ہوتے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

اس کی آنکھوں کے سامنے اس کا شوہر کسی اور کا ہونے جا رہا تھا اور وہ بے بس تھی

خان نے علینہ کو ایک نظر بھی نہ دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

علینہ اپنی آنکھوں پر بازو رکھ کے سونے کی اداکاری کر رہی تھی خان اس کے پاس گیا اور اسے بازو سے ہلایا۔۔۔۔۔۔

علینا اٹھ جاو تیار ھو جاؤ سب مہمان آنے والے ہیں

یہ تمہارے کمیں نے اپنے رکھتی ہیں انہیں پہن کے تیار ہو جاؤ۔۔۔۔۔۔۔

وہ علینہ کو ن عام رویہ میں حکم دے رہا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو اور یہ کسی اور کی شادی میں جا رہے ہو۔۔۔۔۔

علینہ اس کو شکوہ کناں نظروں سے دیکھتے ہوئے کپڑے جھپٹ کر واش روم میں گھس گئ

شاہ زیب خان اس کے شیرنی والے روک کو دیکھتے ہوئے ہوئے ہنس دیا

"میری شیرنی۔۔۔۔۔۔"

علیناواش روم سے نکل کر تیار ہونے لگی اس نے سوچ لیا تھا کہ اگر تباہی ہونا ہے تو کیوں نہ ہو وہ بہادر بن کر ہو ایسے تو وہ خود کا تماشہ بنالے گی

آج وہ ان کو بھی بتائے گی کہ اگر وہ اسے چھوڑ رہا ہے تو اس میں بھی کوئی فرق نہیں پڑ رہا وہ بھی خوش ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جلد ہی وہ اپنے باپ کے پاس چلی جائے گی۔۔۔۔۔

نکاح کا وقت قریب آیا تو روبینہ کو لے کر بٹھا دیا گیا جب مولوی صاحب نے نکاح شروع کیا تو وہاں شاہ زیب خان کی جگہ فرحان یوسف کا نام پا کر بے ہوش ہونے کہ قریب تھی۔۔۔۔

وہاں سب نفوس اس بات پر پریشان کو گئے اور بولے کہ مولوی صاحب آپ سے کوئی غلطی ہوئی ہے ان کا نکاح شاہزیب سے ہے۔۔۔۔۔۔

مولوی صاحب کے بولنے سے پہلے ہی شاہ زیب خان بول اٹھا

"نہیں روبینہ کا نکاح میرے سے نہیں فرحان سے ہو رہا ہے"

اس نے سب کے سروں پر بم پھوڑا تھا۔۔۔۔۔

یہ تم کیا کر رہے ہو میری بیٹی تمہارا کوئی کھلونا ہے کہ تم جس سے چاہو اس کا نکاح کر دو۔۔۔۔۔۔۔"

شہینہ بیگم آپے سے باہر ہوتی ہوئی بولی

شازیب خان کی بات سن کر تمسخر بھرے لہجے میں ہنسا تھا۔۔۔۔۔۔

آنٹی آپ کی بیٹی کو تو کھلونا بھی نہ رکھے جو خود اپنے آپ کو کھلونا بناتی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔اور ویسے " بھی میں اس سے نکاح کر ہی نہیں سکتا اپنی بیٹی سے پوچھیئے کیا یہ فرحان کے بچے کی ماں نہیں بننے والی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ کو تو شکر بنانا چاہیے کہ اس لڑکی کا نکاح ہو رہا ہے وہ بھی عزت و احترام کے ساتھ ورنہ اس جیسی لڑکیوں کو گھر میں داخل نہ ہونے دے کوئی۔۔۔۔۔۔"

شازیب کے بولنے کی دیر تھی کہ سب ایک دم اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔۔۔سب سے پہلے حسنات صاحب اٹھے تھے

"شاہزیب کی تم کیا بول رہے ہو تم ہوش میں بھی ہو کہ تم کس طرح کا الزام لگا رہے ہو"

وہ آج پہلی بار اس طرح گھر کے معاملات میں بولے تھے صالحہ خانم تو بولنے کے قابل بھی نہ رہی تھیں۔۔۔۔۔۔۔

بابا میں یہ سچ بول رہا ہوں آپ پوچھیں نہ شاہینہ بیگم سے کہ یہ سچ ہے کہ "

جھوٹ۔۔۔۔۔۔۔میرے پاس پورے پروف ہیں اور یہ لڑکی واقعی میں فرحان کے بچے کی ماں بننے والی ہے اور اس کا مقصد مجھ سے شادی کر کے صرف اسے اس بچے کو میرا نام دینا تھا۔۔۔۔۔۔۔

وہ تو شکر کے کچھ دن پہلے فرحان میرے سے مل کر بات کر چکا ورنہ مجھے کبھی سچ کا پتا ہی نہیں چلتا۔۔۔۔۔یہ لڑکی اپنا گند میرے سر پر تھوپنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔"

شازیب کی بات پر پر حسنات صاحب نے شاہینہ بیگم کی طرف دیکھا اور پوچھا جس پر شاہینہ بیگم کا جھکا سر سچ بتا رہا تھا۔۔۔۔۔۔

اب چھپانے کا فائدہ وہ روبینہ کی شادی فرحان سے کرنا چاہتی تھیں کیونکہ ان کے پاس اپنی عزت بچانے کا یہی طریقہ سمجھ میں آیا پر جب صالحہ خانم نے ان سے شاہزیب کے رشتے کی بات کی تو روبینہ اور شاہینہ بیگم لالچ میں آ کر وہاں سے بھاگ نکلیں۔۔۔۔۔

انہوں نے صالحہ خانم کو زور دے کر جلدی شادی کا شور مچایا تاکہ ان کا جھوٹ چھپا رہے۔۔۔۔۔

پر اب سچ سامنے آنے پر وہ خاموش ہو گئی تھیں

اور روبینہ کو بھی اب اپنی عزت فرحان کے ساتھ نکاح میں ہی لگی کیونکہ وہ ابھی بھی روبینہ کو اپنانا چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔۔اپنے بچے کے لیے۔۔۔۔۔۔

وہ خاموشی سے اس نکاح پر رضامند ہو گئ

صالحہ خانم کو منہ کی کھانی پڑی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔وہ جس لڑکی کے ساتھ شازیب خان کی" شادی کرنا چاہتی تھی وہ ایسی نکلے گی اس بات نے انہیں کہیں بھی منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔۔۔۔۔۔"

دوسری جانب علینہ اس کارروائی کو ہوتے دیکھ کر خود سے شرمندہ تھی کہ اس نے کس طرح شاہزیب خان کو باتیں سنادیں۔۔۔۔۔

روبینہ نکاح کر کے شاہینہ بیگم کے ساتھ چل دی۔۔۔سب نے اس کے جانے کو عافیت جانا تھا۔۔۔۔۔۔

اس کے جاتے ہی صالح خانم صوفہ پر ڈھیں گئیں تھیں۔۔۔۔۔۔

اسی وقت شاہزیب کسی کو لے کر حویلی میں داخل ہوا تو علینہ یہ دیکھتے بے قابو ہوتی اس وجود کی جانب بھاگی تھی۔۔۔

علینہ اپنے سامنے اپنے بابا کو پا کر حیران و پریشان تھی۔۔۔۔پر جب اسے یقین آیا کہ یہ اس کے بابا ہی ہیں۔۔۔۔وہ دوڑ کر ان کی باہوں میں سما گئی۔۔۔۔۔۔

وہ ان کے سینے سے لگی رونے کا شغل فرما رہی تھی اسے ہوش ہی نہیں رہا کہ کوئی اسے کیسے دیکھ رہا ہے۔۔۔۔

اس کے رونے کے ارادے کو بڑھتے دیکھ کر شاہزیب اسے ان کی باہوں سے نکالے اپنے حصار میں لے آیا۔۔۔۔۔

علینہ نے اس کی طرف شکریہ کرتی نظروں سے دیکھا۔۔۔۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کس طرح شاہ زیب کا شکریہ ادا کرے۔۔۔۔۔۔

آج میری اور علینہ کی رخصتی ہے اور میں نہیں چاہتا تھا کہ اس میں علینہ کو کسی بھی قسم کا" پچھتاوا ہو کہ اس کا باپ اس میں شامل نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔جو ہونا تھا ہو گیا پر میں اب اور علینہ کو اس چیز کی سزا نہیں دے سکتا۔۔۔۔۔علینہ میری بیوی ہے اور میری بیوی ہی رہے گی۔۔۔اور جسے اس حویلی سے جانا ہے وہ جا سکتا ہے اسے کھلی اجازت ہے۔۔۔۔۔۔"

اگر تم نے ایسے ہی کرنا تھا تو سیدھا ہمیں بتا دیتے۔۔۔۔۔۔یہ تماشہ کرنے کی کیا ضرورت" تھی۔۔۔۔۔"

صالحہ خانم اس بار اپنے پرانے دم خم سے بولیں۔۔۔۔

"تائی جان آپ تو بولیں ہی نہ آپ جیسی لالچی عورت میں نے آج تک نہیں دیکھی۔۔۔۔"

شاہزیب ان ہی کے لہجے میں جواب دیتے بولا تھا۔۔۔۔

شاہزیب تمیز سے بات کرو آج جو بھی ہوا اس میں صالحہ خانم کا کیا قصور اگر انہیں علم ہوتا تو وہ کبھی شادی کا نہ بولتیں۔۔۔۔۔۔

حسنات صاحب نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

بابا آپ کو نہیں معلوم آپ ہمیشہ اس عورت کو عزت دیتے آئے ہیں یہ اس قابل نہیں جو عورت فائدے کے لیے کسی کی کوکھ اجاڑنے کی کوشش کرے اس کو عزت دینا غلط ہے۔۔۔۔۔۔

یہ عورت ہماری کچھ نہیں لگتی اس نے اس حویلی پر اور ہم سب پر اپنا قبضہ کرنے کے لیے میری ماں کو مارنے کی کوشش کی اور جب وہ نہ ہو سکا تو ہمیں اپنے قابو میں کر لیا اور میری ماں کو زلیل کیا ہمیں پیدا ہونے سے پہلے مارنا چاہا اور تو اور علینہ کے اوپر بھی جھوٹے الزامات لگائے انہیں اپنے بیٹے کی غلطی نظر نہ آئی بس لالچ میں اندھی ہو کر کسی معصوم پر الزام لگا دیا۔۔۔۔

اور آج جو کچھ ہوا اس میں بھی اس عورت کا ہاتھ ہے بس وہ تو مجھے ان کی باتیں سن گئیں تو اس لالچی عورت کا اصل چہرہ سامنے آگیا۔۔۔۔اسے تو اپنے بیٹے کی موت کی بھی پرواہ نہ تھی۔۔۔۔

شاہزیب خان بولنے پہ آیا تو اس کا سچ سب کے سامنے کھول دیا۔۔۔۔

سب اس کے سچ کو سن کر ساکن ہو گئے۔۔۔۔

یہ جھوٹ ہے ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔

حسن صاحب بے بس ہو کر بولے ان۔ کا اعتبار آج ٹوٹا تھا

صالحہ خانم تو بولنے کے قابل نہیں رہیں تھیں۔۔۔۔۔

یہ ہی سچ ہے نہیں تو پوچھ لیں اس عورت سے جس کے پیچھے لگ کر ہم اپنی ماں کی حق تلفی کرتے رہے۔۔۔۔

شاہزیب کے بولنے پر صالحہ خانم علینہ پر جھپٹنے لگی

اس منحوس کی وجہ سے سب برباد ہوا ہے یہ یہ سب جھوٹ ہے میں صرف اس حویلی پر اپنی حکمرانی چاہتی تھی اس ڈائین کی وجہ سے سب برباد ہو گیا۔۔۔۔۔

وہ علینہ کے پاس جاتیں کہ حسن صاحب کا ہاتھ ان پر اٹھا تھا

صالحہ خانم مجھے تم سے یہ امید نہ تھی کہ اتنا گر جاؤ گی تم۔۔۔۔۔

صالحہ خانم منہ پر ہاتھ رکھے دیکھنے لگیں آج سے پہلے کبھی بھی انہوں نے ان پر ہاتھ نہ اٹھایا تھا۔۔۔۔۔

اور آج سب کے سامنے۔۔۔۔۔۔

شاہزیب مریم خاتون کے پاس گیا اور ان کے آگے ہاتھ جوڑ دیے پلیز مجھے معاف کر دیں میں نے جو بھی کیا اس کی معافی۔تو نہیں پر پھر بھی معاف کر دیں شاہزیب کے ساتھ ساتھ جہانزیب بھی اپنی ماں سے معافی مانگنے لگا اسے بھی سچ جان کر خود سے شرمندگی محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔۔

مریم نے بنا کچھ کہے انہیں اپنے سینے سے لگا لیا۔۔۔۔

ان سے جسن اور حسنات صاحب نے بھی ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی تھی مریم خاتون سے تو حسنات صاحب نظریں ملانے کے قابل نہ رہے تھے کہ ان کے سامنے ان کی بیوی کے ساتھ ظلم ہوتا رہا اور وہ لاعلم رہے۔۔۔۔۔

.......کچھ دیر بعد جب حالات نارمل ہوئے تو شاہ زیب خان نے اپنی رخصتی کا شوشہ چھوڑا

یار میری بھی رخصتی کر دو مجھے اپنی بیوی کے ساتھ کچھ وقت گزارنا ہے آپ لوگ تو اس پر "
"قبضہ کر کے بیٹھ گئے ہو۔۔۔۔۔۔۔

اس کی بات پر حرم نے قہقہ لگایا تھا۔۔۔۔ حرم اپنی ماں کی یہ حرکت دیکھ کر بہت اداس ہو چکی تھی پر اس نے انہیں کمرے میں چھوڑ کر واپس آگئی کیونکہ وہ انہیں سوچنے کا وقت دینا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

بھائی جتنا آپ نے ہمیں تنگ کیا ہے نا یہ تنگ کرنا تو کچھ بھی نہیں ہے اب بھول جائے آپ کی "
"بیوی آپ کو ملے گی۔۔۔۔۔۔

حرم نے شاہ زیب خان کے بے چین چہرے کو دیکھتے ہوئے مذاق بنایا۔۔۔۔

اس کی بات سن کر شاہ زیب خان ایک دم گڑبڑا گیا اور بولا

حرم میری لاڈلی بہن یہ ظلم نہ کرو۔۔۔۔ تمہارا بھائی آپ کی بھابی کے عشق میں گوڈے "
"گوڈے ڈوب چکا ہے اگر اب مجھے میری بیوی نہ ملی تو میں اٹھا کر لے جاؤں گا۔۔۔۔۔۔۔

اس کے بے باکی پر جہاں حرم کا منہ کھلا تھا وہی علینہ منہ چھپانے کو جگہ ڈھونڈنے لگی

"بھائی آپ اتنے بے شرم تو نہ تھے۔۔۔۔۔۔"

حرم کے منہ سے ایک دم نکلا جس پر سب ہنس دیے۔۔۔۔۔۔۔۔

شازیب نے اٹھ کر علینہ کا ہاتھ پکڑا اور اسے لے کر کمرے میں جانے لگا۔۔۔۔۔۔

پیچھے سب کا منہ اس کی جرات پر کھل چکا تھا

علینہ خود شرم سے پانی پانی اس کی کاروائی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

جہانزیب نے تو باقائدہ ہوٹنگ کی تھی۔۔۔۔۔

شاہزیب کان بند کرتا کمرے میں گھس گیا۔۔۔۔

کمرے میں جاتے ہیں اس نے علینہ کا ہاتھ چھوڑ دیا۔۔۔۔۔۔

اور ڈریسنگ روم میں گھس گیا

علینہ جو اس کے رویے پر خوش کو گئی تھی کہ اس نے اسے معاف کر دیا اس کا رویہ دیکھ کر پھر سے اداس ہو گئی۔۔۔۔۔۔

شاہزیب واپس آ کر بیڈ پر سونے کی تیاری کرنے لگا۔۔۔۔۔۔

علینہ وہیں اس کی بے رخی کر رونے کی تیاری کرنے لگی۔۔۔۔۔۔

شاہزیب کچھ دیر تو اس کے رونے کو دیکھ کر برداشت کرتا رہا جب اس کی برداشت جواب دے گئی تو وہ اٹھا اور جا کر علینہ کو دیکھنے لگا

"اب سونے کا ارادہ ہے کہ ساری رات جاگ کر چوکیداری کرنی ہے۔۔۔۔"

شاہزیب نے طنز کے تیر چلائے

اس کے طنز پر علینہ اور رونے لگی شاہزیب نے اسے روتے دیکھ کر اپنی ہنسی کنٹرول کی تھی۔۔۔۔۔۔

اسے علینہ پر پیار آرہا تھا کہ جو اسے منانے کی بجائے خود رو رہی تھی۔۔۔۔

شاہزیب اٹھا اور اٹھ کر اس کے پاس گیا کئی لمحے دیکھتا رہا پھر ایک دم اسے باہوں میں اٹھا کر بیڈ کی جانب چل دیا۔۔۔۔۔

وہ بیڈ پر بیٹھ گیا علینہ ابھی بھی اس کی گود میں تھی وہ جو رونے کے شغل میں تھی اس کی حرکت پر جھینپ گئی۔۔۔۔۔

شاہزیب نے اس کا چہرہ تھوڑی پکڑ کر اوپر کیا اور بولا

"..... بیگم جب آپ منا نہیں سکتی تو غصہ ڈلانے والے کام کیوں کرتیں ہیں"

شاہزیب نے شرارت سے اس کی تھوڑی کو چومتے کہا۔۔۔۔۔

علینہ اس کی بات پر شرمائی تھی اور بولی۔۔۔۔

وہ۔مجھے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آپ کو کیسے مناؤ۔۔۔۔۔۔وہ سوچ سوچ کر رونا آرہا تھا۔۔۔۔۔

علینہ کے معصومیت سے کہنے پر شاہزیب کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔۔۔۔۔۔

شاہزیب نے اس کے گالوں کا۔بوسہ لیتے اسے خود میں بھینچا تھا۔۔۔۔

علینہ آج کے بعد جو بھی ہو مجھ پر یقین رکھنا میں کبھی بھی تم سے بے وفائی نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔۔۔"

علینہ نے سر شرمندگی سے جھکالیا اور بولی

خان میں جان۔بوجھ کر نہیں بولنا چاہتی تھی وہ بس آپ کو کسی اور کہ ساتھ نہیں دیکھ سکتی۔۔۔۔۔۔وہ بس میرے منہ سے نکل گیا پر میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں جس کی وجہ سے میں اپنے بابا سے ملی۔۔۔۔۔کیا اب میں ان سے مل سکتی ہوں۔۔۔۔

علینہ کے بابا اس سے مل کر واپس چلے گئے تھے انہوں کو کچھ کام تھا۔۔۔۔۔

جی میری جان کیوں نہیں جب مرضی مل لینا۔۔۔۔آپ کو میرا خیال نہیں مجھے تو ہے۔۔۔۔۔

علینہ اب بھی اس کی گود میں بیٹھی اس کے سینے کے بالوں سے کھیلتی چونکی تھی۔۔۔۔

کیا نہیں خیال رکھا میں نے جناب۔۔۔۔۔۔

علینہ۔کے لاڈ بھرے لہجے میں بولنے پر شاہزیب دل جان سے ہارا تھا۔۔۔۔۔

جی پتا مجھے کتنا خیال۔۔۔۔۔۔۔ابھی تک اپنے نامراد شوہر کو خود سے دور رکھا ہے پتا بھی ہے اس مظلوم پہ کیا گزر رہی۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کے انداز پر علینہ ہنسی تھی اور اس کی گود سے نکل کر بھاگنے لگی۔۔۔۔

علینہ کو بھاگتے دیکھ شاہزیب نے اسے کھینچ کر بیڈ پر گرایا تھا وہ اس کی چلاکی پر مسکرا رہا تھا۔۔۔۔۔۔

"کہاں علینہ بیگم مجھ سے آج کوئی نہیں بچا سکتا میری جان۔۔۔۔۔۔۔۔"

شاہزیب نے کہتے ہی اس کے لبوں کو قید کیا تھا۔۔۔۔۔۔

علینہ بنا کسی جھجک کے اس کا پیار وصولنے لگی۔۔۔۔۔

شاہزیب کے پیچھے ہٹتے ہی علینہ نے اس کے گال کا بوسہ لیا تھا۔۔۔۔

پھر خود ہی شرما کر اس کی گردن میں منہ چھپا گئی۔۔۔۔۔

اس کے خود بہ خود شرمائی جانے پر شاہزیب کا جاندار قہقہہ گونجا۔۔۔۔۔

شاہزیب اس کی گردن کو چومتہ بہکنے لگا۔۔۔۔۔علینہ نے اس کو خودسپردگی دے دی تھی۔۔۔۔۔۔شاہزہیب

اس کے ہاتھوں کو دبوچتے اس کے لبوں کا جام پینے لگا۔۔۔۔۔

علینہ گہری سانسیں بھرتی اس کے بھرتے قدم لال پیلی ہوتی محسوس کرنے لگی۔۔۔۔۔۔رات گزرتے شاہزیب کی شدتیں بڑھتی گئیں جنہوں نے علینہ کو خود میں سمٹنے پر مجبور کر دیا۔۔۔۔۔۔

صالحہ خانم اپنے کمرے کی ہو کر رہ گئیں تھیں۔۔۔۔۔

گھر کے بڑوں نے صالحہ خانم کے مشورے کے بغیر ہی حرم اور جہانزیب کی رخصتی کی تاریخ رکھ دی تھی صالحہ خانم پشیمان تھیں پر اب شاید ہی انہیں اب پہلے والی عزت ملتی کیونکہ انہوں نے ان کا مان توڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس لیے سب ان سے کھنچے کھنچے تھے

حرم تھوڑا بہت ان کا کام کر دیتی تھی ورنہ اس کا دل تو ان کے پاس آنے کو نہ کرتا تھا وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اس کی ماں ایسی ہو گی۔۔۔۔۔

ایک ہفتہ بعد رخصتی رکھی گئی تھی۔۔۔۔۔مریم خاتون خوشی خوشی سب کام کر رہی تھیں انہیں آج پہلی بار یہ مقام دیا گیا تھا ورنہ وہ ہمیشہ صالحہ خانم کی باتیں سن کر کام کرتیں تھیں۔۔۔۔۔۔

حرم کو جہانزیب سے پردہ کروا کر رکھا گیا تھا

مریم خاتون کی فرمائش ساری رسمیں رکھی گئی تھیں۔۔۔۔۔

حرم اپنے کمرے میں بیٹھی آنے والے وقت کے بارے میں سوچ رہی تھی وہ نہا کر نکلی ویسے ہی باتھ گاؤن میں الٹی بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی

کہ اسے کسی کی نگاہوں کی تپش محسوس ہوئی

اس نے نظریں گھمائیں تو سامنے صوفہ پر براجمان پایا۔۔۔۔

وہ حرم کو گہری نظروں سے تاڑ رہا تھا۔۔۔۔ حرم کی لمحے تو اس کی موجودگی کا یقین کرنے لگی ابھی اسے لگا کہ شاید وہ دن میں خواب دیکھ رہی ہے۔۔۔

پر جہانزیب کو واقعی میں اٹھ کر اپنی جانب آتے دیکھ کر اس کے ہوش ٹھکانے آ گئے۔۔۔۔

وہ سن ہاتھوں اور دماغ کے ساتھ جہانزیب کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

جہانزیب کے قریب آجانے پر حرم کے لب پھڑ پھڑا کر ہلے۔۔۔۔

آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔۔۔ میرے کمرے میں کب آئے واپس جائیں کوئی دیکھ لے گا۔۔۔۔

حرم نے پہلے تو نرم لہجے میں کہا پر آخر میں جاتے ہی اس کا لہجہ سخت ہو گیا۔۔۔وہ کسی نہ کسی طرح جہانزیب کو کمرے سے باہر نکالنا چاہتی تھی۔۔۔۔

پر جہانزیب تھا کہ جو چپ سادھے اسے تک رہا تھا۔۔۔۔۔

حرم اسے اپنی جگہ جم کر کھڑا دیکھ کر اس کی جانب بڑھی۔۔۔۔

اور اسے ہاتھوں سے باہر دھکیلنے لگی۔۔۔اس وقت اسے یہاں کوئی دیکھ لیتا تو کتنی شرمندگی ہوتی۔۔۔۔

جہانزیب ٹس سے مس نہ ہوا۔۔۔اس نے ایک دم حرم کے گرد حصار بنایا۔۔۔۔

حرم کا دل کیا کہ اس کا منہ نوچ لے جسے ہر لمحے رومینس کی سوجھتی ہے۔۔۔۔۔

آپ مجھے چھوڑیں گے کہ نہیں یا میں شور مچادوں۔۔۔۔ حرم۔نے بنا کسی لحاظ کے کہا۔۔۔۔

مائے لیڈی اگر کوئی بیوی اس لباس میں ویلکم کرے شوہر کا تو بیچارا شاہر بھی انسان ہے کتنا روکے خود کو۔۔۔۔۔۔

جہانزیب نے اسے گہری نظروں سے دیکھتے کہا۔۔۔۔

حرم۔کو اچانک اپنے لباس کا احساس ہوا تھا اس کا باتھ گاؤن کھنچا تانی میں کندھے سے نیچے ہو کر سینے کی گہرائی صاف واضح کر رہا تھا۔۔۔۔۔

حرم نے جلدی جلدی اپنا کندھے سے گاؤن اوپر کیا اس کا رنگ لال پیلا ہو گیا تھا وہ کبھی بھی اس طرح کے حلیے میں سامنے نہ آئی تھی۔۔۔۔۔

وہ گھبراتے ہوئے پیچھے ہونے لگی پر جہانزیب نے اس کے گرد بازوں کا گھیراؤ اور تنگ کر دیا تھا۔۔۔۔۔

وہ اسے باہوں میں اٹھائے بیڈ تک لایا تھا۔۔۔۔

یہ آپ کیا کر رہے ہیں جائیں آپ پلیز کوئی آ گیا تو بہت ڈانٹ پڑے گی۔۔۔۔

حرم نے اسے ڈرانا چاہا

آج تو تم بھول ہی کہ میں یہاں سے جاؤ گا۔۔۔ آج کی رات میں اپنی بیوی کے ساتھ گزاروں گا۔۔۔۔

جہانزیب نے اس کے اوپر چادر اوڑھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

اچھا آپ رکیں میں کپڑے پہن آؤں۔۔۔۔۔

حرم نے آخر کار شرم سے پانی پانی ہوتے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔

مائے لیڈی ایسے ہی سہی ہے میں ہی ہوں میں تو کہتا شادی کے بعد بھی مجھے ایسے ہی ویلکم کرنا رات کو۔۔۔۔۔

جہانزیب حرم کی پنڈلی سہلاتا اس کے گرد اپنا حصار بناتا بولا۔۔۔۔

حرم جو بھاگنے کی تیاری میں تھی اس کا سارا وزن خود پر محسوس کر کے دنگ رہ گئی۔۔۔۔

جہانزیب کی بڑھتی ہوئی گستاخیاں اسے سمٹنے پر مجبور کر رہی تھیں۔۔۔۔۔

جہانزیب اس کی گردن میں انگلیوں سے اپنا لمس چھوڑ رہا تھا۔۔۔۔۔

تم مجھ سے اتنا دور کیوں رہتی ہو مانا کہ میرا رویہ غلط تھا پر میں تم سے سچ میں شدید محبت کرتا ہوں۔۔۔۔ تمہارا مجھ سے بھاگنا مجھے تکلیف دیتا ہے۔۔۔۔۔

جہانزیب کی آواز میں کرب محسوس کر کے حرم کو اپنے نارواروئیے کا احساس ہوا سہ بھی تو اس سے ویسے ہی کر رہی تھی وہ تو پیار کرتی تھی جہانزیب سے پھر بھی اس کی غلطیوں کو معاف۔ کرنے کی بجائے اسے اور خود سے دور کر رہی تھی اس نے تو رو رو کر جہانزیب کی محبت مانگی تھی اور جب ملی تو ایسے رویہ رکھنا کہاں کی عقلمندی تھی۔۔۔۔ حرم نے کچھ سوچتے جہانزیب کے سینے پر سر رکھ کر آنکھیں موند گئی۔۔۔۔۔

جہانزیب پہلے تو حیران رہا اس کی پیش قدمی پر پھر ہوش میں آتے ہی اس کے لبوں پر جھکا تھا یہ خیال ہی بہت حسین تھا کہ حرم صرف اس کی ہے اور اس نے اسے معاف بھی کر دیا۔۔۔۔۔

وہ اس کے لبوں پر نرمی سے جھکا اسے معتبر کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔

آہستہ سے دور ہوتے وہ اس کے شرمائے سے روپ کو آنکھوں میں سمونے لگا۔۔۔

لگ تو ہاٹ چاکلیٹ رہی ہو پر کیا کروں کھانے کا پرمٹ مجھے اصل میں کل ملنا ہے سو بے بی میرا اور دل خراب ہو اور میں تمہارے ہوش ٹھکانے لگاؤں میرا چلے جانا ہی اچھا ہے۔۔۔

اس کے ایک دم بھاگنے پر حرم کا قہقہہ گونجا تھا

اس کے ہسنے پر جہانزیب واپس مڑا اور اسے اپنی جانب کھینچ کر پھر سے اس کے لبوں کا شکار کرنے لگا۔۔۔۔

وہ اس کے لبوں کی چاشنی محسوس کرتا اسے خود سے علیحدہ کرتا باہر نکل گیا۔۔۔

پیچھے حرم کو اب اس کے انداز کی عادت ہو گئی تھی۔۔۔۔وہ جب بھی کوئی غلطی کرتی وہ اسے ایسے ہی پھڑ پھڑا کر رکھ دیتا تھا

وہ ہاتھوں میں منہ چھپائے ویسے ہی بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹی تھی۔۔۔۔اس کے اندر جیسے سکون اتر گیا تھا۔۔۔۔

صبح رخصتی کی تیاریاں شروع ہو گئیں تھیں۔۔۔۔

شام کو حرم کو جہانزیب کے ساتھ بیٹھایا گیا اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے کہ جو بھی ہو اسے اپنی ماں کے نہ ہونے کا بہت دکھ تھا۔۔۔۔صالحہ خانم اپنی ہار قبول کرتے کمرے میں لیٹی تھیں انہیں ہمک ہمک کر اپنی بیٹی یاد آ رہی تھی کاش وہ لالچ میں نہ ہوتی تو انہیں اس طرح سب سے دور نہ ہونا پڑتا۔۔۔۔۔پر انہوں نے ارادہ کیا تھا اب وہ اپنے عمل سے سب کچھ سمبھال لیں گی۔۔۔۔

حرم کو جہانزیب کے ساتھ بیٹھ کر بہت شرم آ رہی تھی کہیں نہ کہیں جہانزیب ایسی ذو معنی بات کر دیتا کہ وہ پریشان ہو جاتی۔۔۔۔

ابھی بھی جہانزیب اس کے ہاتھ کو پکڑے سب کے سامنے سہلا رہا تھا

کئی بار اس نے ہاتھ کھینچنے کی کوشش کی تھی پر ہر بار وہ اسے اور زور سے پکڑ لیتا تھا۔۔۔۔

وہ جھنجھلا گئی تھی کبھی کا دوبٹہ سیٹ کر رہا تھا کبھی اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر بیٹھ جاتا دو دو منٹ منٹ بعد اس کی آواز آتی تھی۔۔۔۔۔مائے لیڈی تھک گئی ہو تو چلے کمرے میں۔۔۔۔۔

وہ اس کی جلد بازی پر حیران و پریشاں تھی کہاں وہ اسے پسند نہ کرتا تھا اور اب ایسے تھا کہ اٹھا کر لے جائے۔۔۔۔

حرم کی ناک میں دم کیا ہوا تھا اس نے۔۔۔اب بھی وہ کزنز کی چھیڑ چھاڑ سے نمٹ کر پھر سے حرم کے ہاتھ کو پکڑ کر بیٹھا تھا جیسے حرم کہیں گم ہو جائے گی۔۔۔۔

حرم نے بھی گہری سانس بھرتے اسے دیکھا اور مسکرا دی۔۔۔۔۔

مریم خاتون جو جہانزیب کے حرم کو تنگ کرنے پر ہنستی نظر اتار رہی تھیں۔۔۔۔دونوں کی جوڑی نظر لگ جانے کی حد تک حسین تھی۔۔۔۔۔

ہائے بیوٹی فل لیڈی۔۔۔۔۔کیسی ہیں آپ۔۔۔۔

شاہزیب کے دور پڑے کا کزن جو علینہ کو سرخ رنگ میں تتلی بن کر اڑتے دیکھ رہا تھا اس کی جانب بڑھا۔۔۔۔

جی۔۔۔آپ کون؟

علینہ کو اس کا طرزِ مخاطب بہت عجیب لگا تھا۔۔۔۔

اس لیے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔۔۔

ابھی وہ کوئی جواب دیتا کہ اسی وقت شاہزیب آیا تھا۔۔۔۔

اس نے علینہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور بولا۔۔۔

جی کوئی مسئلہ۔۔۔۔۔۔ کوئی کام ہے تو مجھے بتائیں۔۔۔

وہ سامنے سردار کو دیکھ کر ڈر کر چلتا بنا۔۔۔اسے ان کے درمیان بے تکلفی دیکھ کر اندازہ ہو چکا تھا ان کے رشتے کا۔۔۔۔۔

علینہ کی اسے بھاگ کر جاتے دیکھ کر ہنسی کا فوارہ نکلا تھا۔۔۔۔

اس کی ہنسی تب کنٹرول ہوئی جب شاہزیب اسے وہاں اکیلا چھوڑ کر غصے سے چلا گیا۔۔۔۔

علینہ کو ایک دم اس کے غصے سے ڈر لگا تھا۔۔۔۔

سارے فنکشن علینہ شاہزیب کو ڈھونڈ کر پاس جاتی وہ اس کو اگنور کرتے نکل جاتا۔۔۔۔۔

جیسے تیسے کر کے فنکشن ختم ہوا تھا۔۔۔۔۔ حرم کو جہانزیب کے کمرے میں پہنچا دیا گیا تھا۔۔۔ حرم کزنز کے ہمراہ اکیلے کمرے میں تھی باہر جہانزیب کو وہ لوگ روک کر کھڑے تھے

یار تم لوگوں نے ملنے دینا ہے کہ نہیں مجھے میری بیوی سے۔۔۔۔۔ خود تو شادیاں کروا کر بچے پیدا کر لیے میری بات سب کو۔ مرچی لگ رہی ہے۔۔۔۔۔

جہانزیب نے بے شرموں کی طرح بولا سب کو منہ چھپانے کے لیے جگہ ڈھونڈنے پر مجبور کر چکا تھا۔۔۔۔

جبکہ ینگ جنریشن کے چھت پھاڑ قہقہے اندر بیٹھی حرم کو بھی ڈرا گئے تھے۔۔۔

حرم کو رہ رہ کر جہانزیب تاؤ دلا رہا تھا۔۔۔ آ جائے سہی وہ اس کے پاس بتائے گی اسے وہ۔۔۔۔

حرم سب کی معنی خیز نظریں اور ہنسی دیکھ دیکھ کر تپ گئ تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی عجوبہ ہو۔۔۔ وہ بھی صرف اور صرف اس جہانزیب کی وجہ سے۔۔۔

جہانزیب سے پیسے مانگ مانگ کر علینہ کی بس ہو چکی تھی۔۔۔ پر وہ تھا کہ دینے کو تیار نہ تھا۔۔۔

آخر کار تنگ آ کر علینہ نے شاہزیب کی طرف متوجہ ہوئی پر اس کے بولنے سے پہلے ہی وہ وہاں سے جا چکا تھا علینہ کو آج شاہزیب نے خوب رولایا تھا

اب بھی وہ اس کے رویے پر رونے والی ہو گئی تھی۔۔۔

پر وہ زبردستی کی مسکراہٹ سجائے واپس شور شرابہ کا حصہ بن گئی وہ کسی بھی طرح کچھ بھی نہیں شو کرنا چاہتی تھی۔۔۔

اس لیے جہانزیب کی خوشیوں کے لیے واپس اس سے پیسے مانگنے لگی۔۔۔۔۔

یار دیکھو مجھے دلہن کے جانے کی دھمکیاں نہ دو اتنا کوئی پیدا نہیں ہوا میری حرم کو مجھ سے دور کرے دوسری بات یہ پیسے لینے ہیں اپنے بندوں سے لو۔۔۔۔مجھے کیوں کنگال کر رہی ہو۔۔۔۔میں خود نیا نیا شادی شدہ ہوا ہوں۔۔۔۔

جہانزیب کے لہجے پر سب کا منہ کھل گیا۔۔۔وہ۔کچھ کہتے کہ اسی وقت دروازے کے کھلنے کی آواز آئی۔۔۔۔

جہاں حرم ہوش اڑانے والے حلیے میں خونخوار بنی پرس انہیں پکڑاتی جہانزیب کا بازو پکڑ کر اسے کمرے میں لے گئی۔۔۔۔

سب حیرانی سے دلہن کا خونخوار روپ دیکھ کر پہلے تو دیکھتے رہے پھر جو ہنسنا شروع ہوئے کہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے انہوں نے زندگی میں پہلی بار کسی دلہن کو اتنے دبنگ انداز میں دلہا کو لے جاتے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

کمرے میں جاتے ہی ان کی ہنسی سنتے حرم کو ایک دم شرم نے آن گھیرا تھا۔۔۔۔

وہ جو غصے میں جہانزیب کو لے آئی تھی اب اس کے سینے سے لگی منہ چھپانے لگی۔۔۔۔اسے اب احساس ہوا ہو کر کیا چکی ہے۔۔۔۔۔

جہانزیب نے ہنستے کوئے اپنی معصوم دلہن کے گرد بازوں کا جال بنایا تھا۔۔۔

کچھ دیر وہ اس کے سینے سے لگی رہی کہ پھر سے جہانزیب کی زبان کو کھجلی ہوئی تھی۔۔۔

یار اب پیچھے ہو جاؤں اب ہم دلہا دلہن والی رسم تو ادا کر سکتے ہیں نہ۔۔۔۔۔۔

وہ حرم کو سمٹنے پر مجبور کر چکا تھا وہ اس کے سینے میں بھینچی جا رہی تھی۔۔۔۔

چھپنے کی ناکام کوشش کرتے وہ جہانزیب کے جزبات جگا گئی تھی۔۔۔وہ اسے دیوار کے ساتھ لگا تا اس کے لبوں پر جھکا تھا۔۔۔وہ انہیں اتنی شدت سے ان نشیلے لبوں کو جام پینے لگا۔۔۔۔۔۔

حرم خود کو سنبھالتی اس کے گلے کے گرد بازو لپیٹ گئی۔۔۔۔۔

جہانزیب اس کے لبوں کو آزاد کرتا اس کے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

وہ گہرے گہرے سانس بھرتی اسے مدہوش کر رہی تھی۔۔۔جہانزیب نے اس کے دوبٹہ کو اس سے علیحدہ کرتا دور پھینک دیا۔۔۔

وہ اس کی گردن میں چہرہ دیتے اس کی خوشبو محسوس کرنے لگا۔۔۔۔

اس کی سانسوں کی مہک گردن پر محسوس کر کے حرم نے لمبے سانس بھرے۔۔۔

اسے امید نہ تھی کہ جہانزیب اس قدر شدت پسند ہو گا وہ اسے ایک لمحے کے لیے خود سے لگ نہیں کر رہا تھا۔۔۔

جہانزیب نے اس کی چولی کی دوڑی کھول دی اور اس کو کندھے سے سرکاتے وہاں اپنے لب رکھ گیا۔۔۔

حرم کے سینے کی گہرائیاں اس کے سامنے واضح ہو گئی تھیں وہ ہاتھوں سے اپنے آپ کو چھپاتی جہانزیب سے چھپنے لگی۔۔۔۔۔

جہانزیب نے اسے باہوں میں اٹھا کر بیڈ پہ لیٹایا تھا۔۔۔

وہ ابھی خود کے گرد ہاتھ باندھے خود کو چھپا رہی تھی

جہانزیب نے اس کے ہاتھوں کو چومتے اس کا حصار توڑا تھا۔۔۔۔

وہ اس کے گلے میں لاکٹ ڈالنے لگا۔۔۔۔

جہانزیب نے اس کے گلے کو بوسہ دیتے اس کی گردن کو لاکٹ سے سجایا تھا۔۔۔۔

وہ اس کے کان کے پاس بولا تھا

اب یار شرمانے کی بجائے۔۔۔مجھے میرا حق وصولنے دوں آج کوئی رعایت نہیں ملے گی"۔۔۔

حرم اس کی بات سن کر سمٹی تھی

حرم کی صراحی دار گردن میں لاکٹ جگمگا رہا تھا۔۔۔

جہانزیب بہکتے اس پر اپنی محبتیں نچھاور کرنے لگا۔۔۔۔۔

حرم۔نے بھی اس کے بے لگام جزبات کو کھلا چھوڑ دیا تھا۔۔۔ آج وہ اپنے شوہر کی سنگت میں تھی سب غم بھلا کر۔۔۔۔۔۔۔

علینہ کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔۔۔تو سامنے ہی شاہزیب کو سونے کی تیاری کرتے پایا۔۔۔

وہ اس سے بات کرنا چاہتی تھی پر جب بھی اس کے قریب جاتی وہ کہیں نہ کہیں غائب ہو جاتا تھا

اب بھی علینہ نے اس سے بات کرنی تھی پر شاہزیب سونے لگا تھا۔۔۔۔۔

علینہ بھاگ کر اس کے سینے سے لگی تھی۔۔۔۔اس کا شاہزیب کی ناراضگی سے وحشت ہو رہی تھی

اس لیے اس کے سینے سے لگی وہ رونے لگی تھی۔۔۔۔۔

شاہزیب خان نے اس کو روتے دیکھ کر اس کا چہرہ دبوچا تھا۔۔۔۔۔اور خونخوار کر بولا۔۔۔

اگر تم نے اب رونا شروع کیا تو میں بہت برا کروں گا لگی سمجھ۔۔۔۔

شاہزیب کے ڈھارنے پر علینہ خوف کے مارے اور رونے لگی۔۔۔۔۔

شاہزیب اس کو اور روتے دیکھ کر خود کو پرسکون کرنے لگا۔۔۔

علینہ نے روتے روتے بولا تھا۔۔۔

آپ مجھ سے کیوں ناراض ہیں میں نے نہیں بولایا تھا وہ خود آئے تھے۔۔۔۔میں تو جانتی بھی نہیں تھی انہیں۔۔۔۔

علینہ سوسو کرتی اس کے سینے سے لگی بولتے شاہزیب کا سارا غصہ ختم ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

وہ اسے سینے سے لگائے بیڈ پر بیٹھا تھا۔۔۔

وہ شاہزیب کے غصے سے ڈر کر ابھی بھی رو رہی تھی۔۔۔

یار اچھا اب سوری غصہ آگیا تھا اسے تمہیں اس طرح گھورنے پر مجھے یہ نہیں کہ تم نے بولایا یا اس نے مجھے تم پر یقین ہے۔۔۔۔

شاہزیب کے بولنے پر علینہ نے سر اٹھایا تھا اور اسے غصے سے دیکھا۔۔۔

اتنی سی بات پر آپ نے مجھے اتنا رولایا ہے۔۔۔

علینہ کے روٹھے لہجے پر شاہزیب ہنسا تھا۔۔۔

میری جان تمہارے لیے اتنی سی بات ہے۔۔۔میں اتنی دیر اس کی نظریں محسوس کر کے کانٹوں پر لوٹا ہوں۔۔۔

شاہزیب علینہ کے دونوں گالوں کا بوسہ لیتے بولا۔۔۔۔

ویسے ابھی تک تم نے مجھ سے اظہارِ محبت نہیں کیا کہیں تم۔ مجھ سے ابھی بھی ناراض تو نہیں۔۔۔۔۔

شاہزیب نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔۔۔وہ اس کے منہ سے نکلوانا چاہتا تھا۔۔۔

علینہ اس کی بات پر تڑپ اٹھی اور شاہزیب کی جانب دیکھتے بولی۔۔۔۔

آپ مجھے تنگ نہ کریں میں بہت محبت کرتی ہوں آپ سے۔۔۔۔۔

علینہ یہ کہ کر شرمانے لگی۔۔۔۔

اس کے بولنے کی دیر تھی جہانزیب اس کے لبوں پر جھکا وہاں اپنی چھاپ چھوڑنے لگا۔۔۔۔

علینہ کو نڈھال کرتے اس نے چھوڑا تھا۔۔۔۔

وہ سر نیچے کیے سانس بحال کرنے لگی۔۔۔۔

شاہزیب اسے خود پر گراتے بہکنے لگا۔۔۔۔۔۔سارے گلے شکوے ختم ہونے پر جیسے شاہزیب کا پرانا روپ بھی جاگ اٹھا تھا۔۔۔۔۔۔

علینہ بھی خود سپردگی دیتے اس کا پیار وصولنے لگی۔۔۔۔

اس رات حویلی کے مکین دل میں بنا کوئی غرض اور مطلوب لیے سوئے تھے

گھر آتے ہی صالحہ خانم نے ان سے معافی مانگی تھی جس۔ پر سب سے پہلے مریم خاتون نے گلے لگا یا تھا

جو بھی ہو معاف کرنے کے بعد بھی اپنا مقام بنانے میں وقت لگتا ہے اور صالحہ خانم نے سوچ لیا تھا اب انہیں اپنا مقام بحال کرنے میں۔ وقت تو لگے گا پر وہ انشاء اللہ ضرور کامیاب ہو گیں۔۔۔۔۔۔۔۔

ختم شد